https://www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

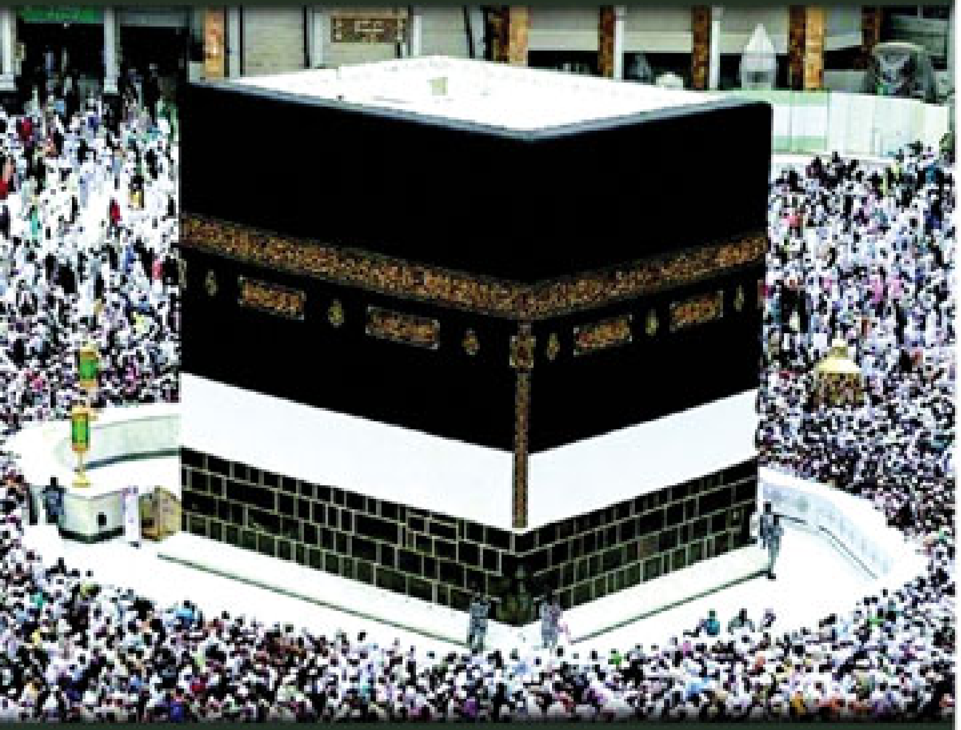

ماہنامہ

جون ۲۰۲۴ء

الاشرف

کراچی

Reg. # MC 742

Web: www.ashrafia.net

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ
- ذوالنورین، جامع القرآن حضرت عثمانِ بن عفان رضی اللہ عنہ
- عشرۂ ذی الحج کے فضائل
- سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ (قسط آخری)
- سراپا اُلفت ومحبت

بانی: اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبر دار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

ذی الحج ۱۴۴۵ھ

جون ۲۰۲۴ء جلد نمبر ۴۵ شمارہ نمبر ۶

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابو المکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811
021-36600676

مقامِ اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

قیمت =/40 روپے
سالانہ =/400 روپے

نگراں انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
مولانا عرفان اشرفی
مقصود اویسی / نعمان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلیشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد ونعت	حضرت مولانا حسن رضا خان، حضرت مولانا جمیل الرحمٰن قادری علیہ الرحمہا	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ	6
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ	8
سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	اشرف المشائخ حضرت ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ	10
ذوالنورین، جامع القرآن حضرت عثمانِ بن عفان رضی اللہ عنہ	حضرت علامہ سید خلیل احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ	13
"عید الاضحیٰ" مسلمانانِ عالم کے لیے....	جناب شکیل احمد جمالی صاحب (ٹنڈو جام)	17
عشرۂ ذی الحج کے فضائل	حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ	20
سیدالشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ (قسط آخری)	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	22
سراپا اُلفت ومحبت	ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی	26
فقہی سوالات کے جوابات...(قربانی کے فضائل ومسائل)	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	30
سفرحج اور آپ کی صحت	حکیم عبدالحنان صاحب	40
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	45

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ
حمد

شہنشاہِ سخن حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ

ہے پاک رُتبہ فکر سے اُس بے نیاز کا
کچھ دَخل عقل کا ہے نہ کام اِمتیاز کا
غش آگیا کلیم سے مشتاقِ دِید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اُس بے نیاز کا
اَفلاک واَرض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا
اس بے کسی میں دِل کو مِرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سنا جو رحمت بے کس نواز کا
مانندِ شمع تیری طرف لَو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا
تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا
بندے پہ تیرے نفسِ لیں ہوگیا محیط
اللہ کر علاج مری حرص و آز کا
کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نعتِ رسول

مدح الحبیب
حضرت مولانا محمد جمیل الرحمٰن قادری رضوی علیہ الرحمہ

تمہیں نے تو کیا ہم کو مسلماں یارسول اللہ
تمہیں تو ہو ہمارا دین و اِیماں یارسول اللہ
نہ بھولے اور نہ بھولو گے قیامت تک غلاموں کو
نہ کیوں ہوں اہلسنّت تم پہ قرباں یارسول اللہ
فقط یہ آرزو ہے نزع میں مرقد میں محشر میں
کہیں ہم سے نہ چھوٹے تیرا داماں یارسول اللہ
مکان و لامکاں حور و ملک عرش و فلک کرسی
تمہارے ہی لیے یہ سب ہے ساماں یارسول اللہ
سلاطینِ زمانہ آستاں پر سر رگڑتے ہیں
تمہاری خاکِ دَر ہے تاجِ شاہاں یارسول اللہ
خدا کے بعد اَفضل جاننا تم کو دوعالم سے
یہی تو ہے ہمارا دِین و اِیماں یا رسول اللہ
غلاموں کی ہر اِک مشکل میں تم اِمداد کرتے ہو
مری بھی مشکلیں ہوجائیں آساں یارسول اللہ
جمیلؔ قادری کی دو جہاں میں لاج رکھ لینا
طفیلِ حضرتِ احمد رضا خاں یارسول اللہ

https:.//www.ashrafia.net

آغازِ گفتگو

ایڈیٹر

عبادات کی تین قسمیں ہیں:

(۱) بدنی (۲) مالی (۳) ان دونوں کا مجموعہ

بدنی عبادت:

جیسے نماز، روزہ

مالی عبادت:

جیسے زکوٰۃ، صدقات

ان دونوں کا مجموعہ:

وہ جوان دونوں کا مجموعہ ہے اُسے "حج" کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ حج میں انسان کا مال بھی خرچ ہوتا ہے اور محنت و مشقت کی صورت میں انسان کی بدنی طاقت بھی خرچ ہوتی ہے۔

حج بیت اللہ کے مقدس سفر پر جانے کے لیے آپ نے ٹکٹ لیا سفر کے لیے دیگر چیزیں خریدیں آپ کا پیسہ خرچ ہوا اور جب گھر سے چل کر وہاں پر پہنچے، طواف کیا، سعی کی، منیٰ، عرفات، مزدلفہ، یہ تمام ارکان ان کے مقامات پر ادا کیے تو بدنی طاقت خرچ ہوئی تو گویا حج جو ہے وہ بدنی اور مالی دونوں عبادات کا مجموعہ ہے۔ اسی لیے اس کی فضیلت زیادہ ہے۔ حدیث شریف کے مطابق جس نے حج کیا اور تمام ارکان صحیح طور پر ادا کر کے جب وہ واپس لوٹا تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا کہ جیسے آج ہی اس کی ماں نے اُسے جنا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر حضور جانِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "حاجی جب حج کر کے واپس لوٹتا ہے تو ۴۰ دن تک اس کی دعا رد نہیں کی جاتیں"۔ اسی طرح دیگر مقامات پر حج کی فضیلت نبی پاک ﷺ نے بیان فرمائی۔ حج کا موسم شروع ہو چکا ہے اور الحمد للہ! حجاجِ کرام کے قافلے حرمین شریفین کی جانب روانہ ہو گئے ہیں اور مزید بھی روانہ ہوں گے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس شاندار فریضہ کی ادائیگی کے لیے وہاں پر پہنچ رہے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو بھی وہاں جانے اور اس عظیم الشان فریضہ کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حج ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسلام "دین یُسر" ہے۔ اسلام آسانی چاہتا ہے، اور ہر راہ پر مسلمانوں کے لیے آسانی پیدا کرتا ہے۔ ذرا غور کریں کہ اگر ہر سال حج فرض ہوتا تو ہمیں کتنی مشکلات کا سامنا

https:.//www.ashrafia.net

کرنا پڑتا، آج کی اس مہنگائی کے دور میں جب کہ ایک مرتبہ ہی لوگوں کا جانا ناممکن ہورہا ہے تو ہر سال کس طرح جاتے۔ حج ایک اخوتِ اسلامی کا مظاہرہ ہے، تمام عالمِ اسلام سے مسلمان وہاں جاتے ہیں اور اس عظیم الشان فریضہ کو ادا کرتے ہیں۔ حج ایک ایسی عبادت ہے کہ جو دنیا کے کسی بھی مذہب میں کسی بھی دین میں ایسی عبادت نہیں ہے۔ سب کی زبان ایک سب کا لباس ایک، سب کا نظریہ ایک، سب کی نیت ایک اور سب کو ایک ہی مقام پر جمع کردیا گیا۔ یقیناً یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے، ورنہ ناممکن ہے کہ اس موقع پر اتنے بڑے مجمع کو اتنے اہتمام سے جمع کرنا۔

آپ غور کرسکتے ہیں کہ ہم اگر ۱۰۰۰ آدمیوں کو بلائیں تو اُن کے لیے کتنا اہتمام کرنا پڑتا ہے، وہاں پر ۱۰۰۰ نہیں بلکہ لاکھوں افراد ہوتے ہیں، جن کا انتظام سعودی حکومت کرتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم ہوتا ہے کہ لاکھوں افراد ایک ہی وقت میں منیٰ میں، ایک ہی وقت میں مزدلفہ میں اور ایک ہی وقت میں عرفات میں موجود ہوتے ہیں اور خدا نہ کرے کہ کوئی بھی ایسا حادثہ نہیں ہوتا، آرام وسکون کے ساتھ سب ارکان ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اس فریضہ کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حجاج کرام جو وہاں پر جارہے ہیں اُن سے یہ درخواست ہے کہ اپنے لیے دعا کریں اور اپنے اہل وعیال کے لیے، اس کے ساتھ ساتھ خصوصاً عالم اسلام، فلسطین کے مظلوم مسلمانوں اور اپنے ملک پاکستان کے لیے، پاکستان کے استحکام کے لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں صحیح اسلامی حکمران عطا فرمائے جو اس ملک کی ترقی واستحکام کا باعث بنیں۔ آمین

گستاخِ صحابہ کو سزا ملنی چاہیے:

ابھی کچھ دنوں قبل ایک بدبخت یٰسین نامی شخص نے جامع القرآن ذوالنورین امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی اور ان کے لیے بہت غلط الفاظ استعمال کیے۔ اس کے خلاف ایک ہنگامہ برپا ہوا جو یقیناً ہونا چاہیے تھا اور اس کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر بھی کٹوائی گئی۔ ہم حکومتِ پاکستان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسے اقدامات کو روکنے کے لیے ایسے قوانین بنائیں جائیں کہ گستاخِ رسول اور گستاخِ صحابہ جیسے جتنے بھی افراد ہیں انہیں فی الفور سزا دی جائے تا کہ آئندہ کے لیے یہ واقعات نہ ہوں۔ اب یہ واقعات عام ہوچکے ہیں، ہر چند دن بعد ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کررہا ہے، کوئی صحابہ کی شان میں گستاخی کررہا ہے اور اُن کو پکڑ کر پھر آرام سے چھوڑ دیا جاتا ہے اور ان کو کوئی سزا بھی نہیں دی جاتی اگر ایک کو بھی سزا دی جائے اور فوراً اس کو لٹکا دیا جائے تو آئندہ کسی کی جرأت نہ ہوگی کہ وہ اس طرح کے اقدامات کرسکے۔ لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ جن افراد کو اب تک پکڑا گیا ہے جو گستاخانِ رسول اور گستاخانِ صحابہ ہیں اور جو جیلوں میں بند ہیں انہیں فوری طور سزائے موت دی جائے اور ان کو اُسی وقت لٹکا دیا جائے تا کہ آئندہ ایسے واقعات نہ ہوسکیں۔ (ایڈیٹر)

https:.//www.ashrafia.net

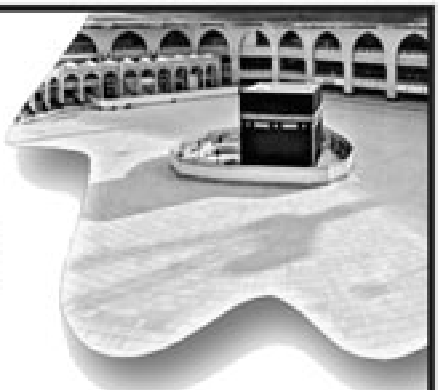

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

پارہ نمبر ۶ سورۃ المآئدہ آیت نمبر: ۵۵ تا ۵۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ رٰکِعُوۡنَ (۵۵) وَ مَنۡ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فَاِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ہُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ (۵۶)

ترجمہ:

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

شانِ نزول:

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ .... وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ رٰکِعُوۡنَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بار عبداللہ بن سلام بارگاہِ رسالت پناہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود نے ہم کو چھوڑ دیا اور آپس میں قسمیں کھالیں، ہمارے ساتھ میل ملاپ نہ کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر دور ہیں اور ہمارے بیٹھنے کا مقام کہیں نہیں نہ ہم سے بات کرنے کو کوئی جماعت ہے سوا اپنی قوم کی مجلس کے، انہوں نے جب ہمیں دیکھا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاچکے ہیں اور ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی ہے تو انہوں نے ہم سے تعلق توڑ لیا اور فیصلہ کرلیا کہ وہ ہم میں نہ بیٹھیں گے اور نہ نکاح کریں گے، نہ مکالمہ کریں گے تو یہ بات ہم پر بہت گراں ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارت دی کہ: **"ان کی دوستی کی تمہیں کیا حاجت ہے تمہارا دوست اللہ اور اس کا رسول اور خاص مؤمنین ہیں"۔**

بعض نے کہا کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں نازل ہوئی۔ حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ قیام و رکوع میں ہیں اور ایک سوالی کھڑا ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: هل اعطاك احد شيئا فقال نعم خاتما من فضة فقال من اعطاك فقال ذالك القائم و اوما الى على كرم الله وجهه فقال

https:.//www.ashrafia.net

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ای حال اعطاك فقال وهو راکع فکبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم تلاوته الاية۔

ترجمہ: کیا تجھے کسی نے کچھ دیا، عرض کی: جی ہاں! ایک چاندی کی انگوٹھی۔ حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: تجھے کس نے دی، تو عرض کی: اس کھڑے ہوئے آدمی نے (حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف اشارہ کیا) فرمایا: انہوں نے جب تجھے انگوٹھی دی تو یہ کس حال میں تھے؟ عرض کی: وہ رکوع میں تھے تو حضور ﷺ نے تکبیر فرمائی اور یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ .... الخ

اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت یہ اشعار فرمائے۔

ابا حسن نفدیك نفسی ومهجق
وكل بطئی فی الهدی ومسارع

ایذهب مدحیك المعبر ضائعا
وما المدح فی جنب الاله بضائع

فانت الذی اعطیت اذ کنت راکعا
زکٰوة فدتك النفس یاخیر راکع

فانزل فیك الله خیر و الاية
واثبتها اثنا کتاب الشرائع

ترجمہ: اے علی ابو الحسن! آپ پر ہماری جانیں اور ہر ہدایت یافتہ قربان ہو، آپ کا مدح گو کبھی برباد نہ ہو، آپ ہی وہ ہیں جنہوں نے رکوع کرتے کرتے زکوٰۃ ادا کی، اے بہترین رکوع کرنے والے! تم پر میری جان فدا، اللہ تعالیٰ نے بہترین آیت اتاری اور اسے قرآن جیسی شریعت کی کتاب میں محفوظ کرلیا۔(روح المعانی)

اور ولی کی تعریف میں آلوسی لکھتے ہیں:

ولی کا لفظ متولی کے معنی ہے یعنی جو تمام نظامِ امور پر منتظم ہو اور تصرفات میں مستحق۔

راغب مفردات میں لکھتے ہیں: والولاية تولی الامر ولایت سے مراد کسی کام کا نظام کرنا ہے مفصل تحقیق راغب پہلے گزر چکی ہے۔

وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ .... حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ

وَهُمْ رٰكِعُوْنَ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے جملوں پر معطوف ہو اور دوسرے یہ کہ حال واقع ہو، پہلی صورت اظہر و قوی ہے۔(جمل)

دوسری وجہ پر دو احتمال ہیں:

ایک یہ کہ یُقِیْمُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ دونوں فعلوں کے فاعل سے حال واقع ہو، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ وہ بخشوع وخضوع سے نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔(تفسیر ابو المسعود)

دوسرا احتمال یہ ہے کہ صرف وَیُؤْتُوْنَ کے فاعل سے حال واقع ہو، اس سورت میں یہ معنی ہوں گے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور متواضع ہو کر زکوٰۃ دیتے ہیں۔(جمل)

بعض کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں ہے کہ آپ نے نماز میں سائل کو انگشتری صدقہ دی تھی، وہ انگشتری انگشت مبارک میں ڈھیلی تھی بغیر عمل کثیر کے نکل گئی۔

https:.//www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

الفصل الثالث

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْنُبُ ثُمَّ يَنَامُ ثُمَّ يَنْتَبِهُ ثُمَّ يَنَامُ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

وَعَنْ شُعْبَةَ قَالَ اِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يُفْرِغُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى سَبْعَ مِرَارٍ ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهٗ فَنَسِيَ مَرَّةً كَمْ اَفْرَغَ فَسَاَلَنِيْ فَقُلْتُ لَا اَدْرِيْ فَقَالَ لَا اُمَّ لَكَ وَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَدْرِيَ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى جِلْدِهِ الْمَآءَ ثُمَّ يَقُوْلُ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَطَهَّرُ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى نِسَآئِهٖ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هٰذِهٖ وَعِنْدَ هٰذِهٖ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَجْعَلُهٗ غُسْلًا وَّاحِدًا اٰخِرًا قَالَ هٰذَا اَزْكٰى وَاَطْيَبُ وَاَطْهَرُ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ)

تیسری فصل

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوتے پھر سوجاتے پھر جاگتے (۱) پھر سوجاتے۔ (احمد)

روایت ہے حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سے (۲) فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب ناپاکی سے غسل کرلیتے تو داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر سات بار پانی ڈالتے (۳) پھر استنجاء کرتے ایک دفعہ بھول گئے کہ کتنی بار پانی ڈالا ہے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ: مجھے نہیں معلوم، فرمایا: تمہاری ماں نہ رہے تمہیں کس چیز نے جاننے سے روکا (۴) پھر نماز کا سا وضو کرتے پھر اپنے جسم پر پانی بہاتے پھر فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہی طہارت فرماتے تھے (۵) (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے (۶) فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں پر دورہ فرمایا اُن کے پاس بھی غسل کیا اور اِن کے پاس بھی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ آخر میں ایک ہی غسل کیوں نہیں کرلیتے؟ فرمایا کہ: یہ خوب پسندیدہ اور بہت صاف ہے (۷) (احمد وابوداؤد)

https:.//www.ashrafia.net

شرح:

(۱) یعنی بحالت جنابت اولاً وضو کر کے سو جاتے، پھر جاگتے پھر دوبارہ سونے کے لیے وضو نہ کرتے پہلا وضو کافی ہوتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند وضو نہیں توڑتی۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ: ہم کو بھی یہ درست ہے کہ اولاً وضو کر کے سو جائیں پھر اگر جاگ جائیں تو سونے کے لیے دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں پہلا وضو ہی کافی ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

(۲) آپ شعبہ ابن دینار رضی اللہ عنہ ہیں، سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں کہ: شعبہ ضعیف ہیں، دیگر محدثین ان کی توثیق کرتے ہیں (۳) کیونکہ ہاتھ میں نجاست لگی ہوئی تھی اور شروع اسلام میں نجاست سات بار دھوئی جاتی تھی، پھر سات کا حکم منسوخ ہوگیا استحباب اب بھی باقی ہے۔ (از مرقات) لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں تین بار ہاتھ دھونے کا ذکر ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ یہ عمل کبھی کرتے ہوں نہ کہ ہمیشہ (۴) ماں نہ رہے پیار میں بھی بولتے ہیں اور عتاب میں بھی۔ یہاں دونوں احتمال ہیں۔ مولیٰ اور استاد کو حق ہے کہ بلا وجہ بھی عتاب کر دے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شاگرد کو اپنے استاد کے ہر حال کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ بوقت ضرورت استاد کو بھی بتا سکے اور لوگوں تک بھی پہنچا سکے۔ یہاں ہاتھ دھونے کی گنتی مراد ہے (۵) کبھی کبھی یا سات کا حکم منسوخ ہونے سے پہلے یا اس وقت جب کہ نجاست سخت ہو کر بغیر سات بار کے نہ چھوٹے۔

(۶) آپ کا نام اسلم ہے کنیت ابو رافع، قبطی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں، بدر کے سوا تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انہی نے پہنچائی اور اسی خوشی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کیا۔ ان کے باقی حالات پہلے گزر چکے ہیں (۷) چونکہ ہر دفعہ غسل کے لیے ابو رافع ہی پانی لاتے ہوں گے، اس لیے انہیں اندازے سے پتا لگا کہ آپ ہر بار غسل جنابت فرما رہے ہیں۔ تب یہ سوال کیا اس قسم کے اظہار میں اور مسئلہ پوچھنے میں نہ عقلاً کوئی مضائقہ ہے نہ شرعاً، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل شریف سے مسائل معلوم ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر چند بار صحبت کی جائے تو ہر دفعہ نہا لینا سنت ہے، باقی بحث اسی باب میں پہلے گزر چکی ہے۔

منقبت خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

بہارِ باغِ ایماں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں
چراغِ بزمِ عرفاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

رسول اللہ نے فاروق کو اللہ سے مانگا
عطائے ربِ سبحاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

وہ عالم دبدبہ کا کانپتے ہیں قیصر و کسریٰ
ہے جن سے دین کی شاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

ہیں دامادِ علی و نازنینِ حضرتِ زہرہ
ہے سالکؔ جن پہ نازاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

https:.//www.ashrafia.net

گوشۂ سیرت

سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

محسن انسانیت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ بنی نوع انسان کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کشادہ روی، نرم خوئی اور اخلاق حسنہ ایسی صفات ہیں جن کی گواہی خداوند قدوس نے خود دی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم کردار اور قابل تقلید حسن عمل کو اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ترجمہ: ”بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے“۔ (پارہ: ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۱)

بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ کا ایک ایک لمحہ ارشاد ربانی کی تصدیق کرتا ہے یہ کسی انسان کے بس کی بات ہی نہیں کہ وہ باعث تخلیق دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف کا حق ادا کر سکے۔ جس عظیم ہستی کی عظمت عظیم ترین ہستی یعنی خدا واحدہٗ لاشریک خود یوں بیان فرمائے کہ: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔ (پارہ: ۵، سورۃ النسآء، آیت: ۸۰)

اس عظیم ہستی کا کیا کہنا، سیرت طیبہ کی چند جھلکیاں اور چند نمونے پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدترین مخالفوں میں شامل تھا، ایک دن مزید تحقیق و مشاہدہ کی آرزو لے کر محفلِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شریک ہوا اور جونہی سلطانِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مقدس پر نگاہ پڑی تو دل سینے میں بے قابو ہو گیا، ضمیر انسانی پر حقیقت نبوت آشکار ہوگئی اور بے اختیار پکار اُٹھا: **”خدا کی قسم! اس قسم کا چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہوسکتا“** کہنے والا اس وقت نورِ ایمانی سے سرفراز ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس دیکھتے ہی دولتِ کونین کا حق دار بن گیا۔

سعد بن ہشام ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کا حال پوچھا: انہوں نے فرمایا کہ: تم قرآن پڑھتے ہو؟ سعد بن ہشام نے کہا: ہاں! تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن مجید ہے“۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدِ عالم

https:.//www.ashrafia.net

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کا محیط مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کو کردیا ہے اور منجملہ اس کی یہ باتیں مکارم اخلاق ہیں۔ باہم اچھی طرح رہنا، کسی مسلمان بیمار کی تیمارداری کرنا، خواہ وہ نیک ہو یا بد، ہمسایوں سے محبت رکھنا (مسلمان ہو یا کافر) لوگوں میں صلح کرانا غصے پر ضبط کرنا، سلام میں پہل کرنا، غیبت، بخل، ناانصافی کنجوسی، حیلہ، فریب، دغا، چغلی، بد خلقی، تکبر، شیخی، حسد، بد عہدی، سرکشی اور ظلم سے ہمیشہ دامن کو بچانا۔

حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی: ''اللہ سے ڈرنا، سچ بولنا، عہد پورا کرنا امانت ادا کرنا، یتیم پر رحم کرنا، ایمان پر قائم رہنا، قرآن کی سمجھ پیدا کرنا، آخرت کی محبت اور حساب سے خائف رہنا، سچے شخص کو جھوٹا مت ٹھہرانا، کسی گنہگار کی اطاعت نہ کرنا، امام عادل کی نافرمانی نہ کرنا، زمین پر فساد مت کرنا''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمدہ نصیحت ایسی نہیں چھوڑی جس کی طرف ہم کو نہ بلایا ہو اور نہ کوئی عیب اس قسم کا چھوڑا جس سے ہم کو نہ ڈرایا گیا ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دینار و درہم رات کو نہیں رہتا تھا، اگر بچ جاتا اور ایسا شخص نہ ملتا جس کو عطا فرماتے تو اپنے مکان میں تشریف نہ لے جاتے جب تک کسی محتاج کو نہ دے دیتے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا اس میں سے سال بھر کی ضروریات کے سوا اور کچھ نہ اپنے پاس رکھتے، جس چیز کا سوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی کرتا اس کو مرحمت فرمادیتے، حتیٰ کہ اپنی سال بھر کی ضروریات میں سے بھی حاجت مندوں کو بخش دیتے۔ سوال کرنے والوں کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نعلین خود مرمت فرماتے اور کپڑے میں پیوند لگاتے گھریلو کاموں میں ازواج مطہرات کا پورا پورا ہاتھ بٹاتے سب لوگوں سے زیادہ حیاء دار تھے۔ آزاد اور غلام کی دعوت منظور فرماتے، ہدیہ قبول فرماتے، صدقہ نہ کھاتے، حق کی حمایت فرماتے اگرچہ اس میں آپ کا اور صحابہ کرام کا نقصان ہوتا۔ اپنے پیچھے غلام یا کسی دوسرے شخص کو سوار فرمالیتے جو سواری مل جاتی اس پر سوار ہو جاتے کبھی گھوڑے پر، کبھی اونٹ پر اور کبھی پیادہ برہنہ پا اور چادر اور عمامہ مبارک کے بغیر نہ چلتے، مدینہ منورہ کے دوسرے کنارے پر بیماروں کی عیادت فرماتے۔ خوشبو سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھی اور بدبو کو مکروہ جانتے، فقیروں کے ساتھ بیٹھتے، مساکین کو ساتھ کھلاتے، جو لوگ اخلاق میں افضل ہوتے ان کا احترام کرتے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عذر پیش کرتا اس کا عذر قبول فرمالیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح فرماتے لیکن سچ کے سوا اور کچھ نہ فرماتے، مسکراتے لیکن زور سے نہ ہنستے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کی جاتی غیر مسلم عام یا خاص کے لیے بددعا کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بددعا کے بجائے دعائے خیر فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک کا وار کسی پر نہیں کیا سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے اور جو برائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ کی گئی اس کا بدلہ آپ ﷺ نے کبھی نہیں لیا۔

حضور ﷺ کی ساری زندگی کی انتہاء یہ تھی کہ خوابگاہ میں ستر پر لیٹ گئے اگر بستر نہ ہوا تو زمین پر لیٹ گئے۔ حضور ﷺ کی یہ عادت تھی کہ جس سے ملتے پہلے سلام فرماتے اور جو کوئی آپ کو کسی کام کے لیے روک لیتا تو آپ توقف فرماتے جب تک کہ وہ شخص خود نہ چلا جاتا اور جو شخص آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا تو آپ ﷺ اس وقت تک ہاتھ نہ چھڑاتے جب تک کہ وہ آپ ﷺ سے خود ہاتھ نہ چھڑا لیتا۔ آپ ﷺ جب اصحاب میں سے کسی سے ملاقات کرتے تو سب سے پہلے مصافحہ فرماتے آپ کی اکثر نشست قبلہ رخ ہوتی تھی۔ جو آپ ﷺ کے پاس آتا اس کی تعظیم و خاطر فرماتے، ان کے لیے اپنی چادر بچھواتے ہر کسی کو یہی گمان ہوتا کہ سب سے زیادہ آپ ﷺ مجھ پر کرم فرماتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ سب سے زیادہ فصیح اور شیریں کلام فرماتے۔ آپ ﷺ کم گو اور نرم گفتار تھے، آپ کی تقریر انتہائی مربوط موتیوں کی لڑی کی سی تھی، آپ ﷺ کی آواز بلند اور لہجہ سب سے اچھا تھا۔ سکوت بہت فرماتے، غیر معقول الفاظ زبان پر نہ لاتے، جو کوئی بڑا لفظ بولتا حضور ﷺ اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے، آپ کے پاس کوئی دوسرے کی بات نہ کرتا تھا۔ آپ صحابہ کرام کے رو بر و سب سے زیادہ تبسم اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔

جانِ عالم ﷺ کا ظاہر و باطن صاف تھا۔ آپ ﷺ کی خفگی اور رضامندی آپ ﷺ کے چہرے سے ظاہر ہو جاتی۔ کسی کے سامنے وہ بات نہ فرماتے جو اس کو بری لگے۔

ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں تیز قسم کی خوشبو لگا کر حاضر ہوا۔ آپ کو گراں معلوم ہوئی مگر اس سے کچھ نہ کہا جب وہ چلا گیا تو لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ: **"تم اس سے کہہ دو کہ اس کا استعمال ترک کر دے تو اچھا ہے"۔**

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ: جنگ بدر میں ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ دشمنوں سے ہماری نسبت زیادہ قریب ہیں اور اس روز سب لوگوں سے زیادہ سخت لڑنے والے آپ تھے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جب ہنگامہ کا بازار گرم ہوتا تھا اور دونوں صفیں مل جاتی تھیں تو ہم رسولِ اکرم ﷺ کی آڑ میں ہو جاتے تھے پس آپ ﷺ کی نسبت دشمن سے زیادہ قریب کوئی نہ ہوتا تھا۔ حضور ﷺ کا قد مبارک نہ بہت طویل تھا اور نہ کوتاہ تھا بلکہ جب تنہا چلتے تھے تو میانہ قد دکھائی دیتے تھے لیکن اگر کوئی طویل القامت آپ ﷺ کے ساتھ چلتا تو حضور ﷺ کا قد مبارک اس سے اونچا ہوا معلوم ہوتا۔ آپ کا رنگ مبارک گندمی تھا، چہرہ مبارک مشک خالص سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔ آپ ﷺ سے مصافحہ کرنے والا دن بھر خوشبو سے معطر رہتا اگر آپ کسی لڑکے کے سر پر اپنا دستِ شفقت پھیرتے تو ہاتھ کی خوشبو کے باعث وہ دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا تھا۔

https:.//www.ashrafia.net

گر تم ہو دیا ہیں کوئی دیوان تو پھر کیا
بڑھ کر ہے یقیں بہر تِ عثمان کو پھر کیا

جامع القرآن، ذوالنورین، امیر المومنین

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

• حضرت علامہ سید خلیل احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ •

صحابہ کرام کا گروہ، وہ برگزیدہ طبقہ ہے جو سارے کا سارا پاکیزہ مقدس، عادل اور ثقہ ہے۔ یہی وہ قدسی جماعت ہے جسے جنت کی بشارت ہے۔ یہی وہ قدسی طائفہ ہے جو انفاس پیغمبر کا امین عظمت دین کا نقیب اور رُشد و ہدایت کا امام ہے اس کی محبت اللہ اور رسول کی محبت اور ان سے بغض و عناد اللہ اور رسول سے بغاوت ہے، یہی وہ جماعت ہے جن کے قلوب میں ایمان مزین کیا گیا ہے اور ان ہی کا ایمان نمونہ ہے اور وہ ایمان معتبر نہیں جو ان کی مثل نہیں ان ہی کے قلوب فیضان نبوی سے صیقل بجلی ہیں اور کفر و فسوق و عصیان سے محفوظ ہیں ان کا ہر عمل رضائے الٰہی کا آئینہ دار ہے۔ اسی برگزیدہ جماعت کے سرداروں میں ایک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں، جو خلافت راشدہ کا ایک عظیم ستون ہیں اور ملت اسلامیہ کا بیش قیمت سرمایہ ہیں آپ حضرت عبد المطلب کی نواسی کے بیٹے بنو امیہ کے چشم و چراغ ہیں آپ ہاشمی اموی خاندانوں کا سنگم اور اس سے برآمد ہونے والا دریکتا ہیں حسن ولیاقت، نجابت و شرافت، تجارت و سخاوت کے آسمان کا نیر تاباں ہیں، صدق و صفا کے امام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحریک پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور پہلے دس مسلمانوں میں سے ایک ٹھہرے زمان نبوی سے ایسے پیوستہ ہوئے کہ سرمایہ نبوی بن گئے۔ قبول اسلام کے بعد کفار اور اپنے اقارب کا نشانہ مشق ستم بنے مگر آپ استقامت کا وہ کوہ وقار تھے کہ مخالفین کا کوئی بھی حیلہ وحربہ آپ کو جادہ مستقیم سے متزلزل نہ کر سکا ان کی زیادتیاں اور مظالم آپ کے یقین و ایمان پر کوئی غبار نہ لا سکیں بلکہ ان کی سختیاں آپ کے وفور شوق اور عظمت ایقان کا باعث ثابت ہوئی۔ بارگاہِ نبوت سے آپ کو جو خصوصی انعام ملا وہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اسی مناسبت سے آپ کو ذوالنورین یعنی **"دو نوروں والا"** کہا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادوں میں آپ کا چوتھا نمبر ہے۔ پہلے داماد حضرت ابوالعاص بن ربیع ہیں جن کے نکاح میں آپ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں ۔ابو العاص غزوہ بدر کے بہت بعد اسلام لائے، دوسرے اور تیسرے داماد ابولہب کے بیٹے عتبہ

https:.//www.ashrafia.net

اورعقبہ تھے جنہوں نے اسلام دشمنی میں حضرت رقیہ اور ام کلثوم کو طلاق دے دی، یہ دونوں کفر پر ہی قائم رہے اور حالت کفر پر مرے، یہ دونوں صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں اور یہ آپ کا خصوصی شرف ہے کہ بحالت اسلام شرف دامادی حاصل ہوا اور اس فضیلت میں آپ کو اوّلیت حاصل ہے۔ جب دوسری صاحبزادی کا وصال ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **”اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں دے دیتا“** یہ حدیث آپ کے فضائل میں ایک عظیم مقام رکھتی ہے اور اس سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ بارگاہ رسالت میں آپ کی قدر و عظمت کس قدر تھی اور حضور ﷺ آپ کو کس قدر محبوب جانتے تھے، آپ نے دو ہجرتیں کی ہیں ایک ہجرت حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ کی طرف ہجرت حبشہ میں حضرت اُم کلثوم بھی ساتھ تھیں، حضور سید عالم ﷺ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: ”حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان وہ شخص ہیں جنہوں نے راہ خدا میں اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی“۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نقل کی ہے کہ: حضرت عثمان دو پیغمبروں کے مشابہ تھے۔ آپ کے گھر میں حضور ﷺ کی دعوت تھی آپ نے اس موقع پر اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے فرمایا حضرت عثمان تمہارے باپ محمد اور تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہ ہیں۔ فضائل میں دوہرے کمال سے آپ کو خصوصیت حاصل ہے یعنی ذوالنورین، ذوالہجرتین

،اسی طرح دو ہی ایسے مواقع تھے جہاں آپ فی نفسہ موجود نہیں تھے مگر سرکار ابد قرار نے آپ کو حاضر و شامل شمار فرمایا غزوہ بدر میں بوجہ علالت بنت رسول آپ شریک نہیں تھے مگر آپ بدریوں میں شمار فرمائے گئے اور غنائم بدر سے آپ کو حصہ بھی دیا گیا، دوسرے صلح حدیبیہ کے موقع پر بحیثیت سفیر رسول آپ مکہ میں تھے مگر حضور نے آپ کی طرف سے آپ کی غیر حاضری میں یہ فرماتے ہوئے کہا کہ یہ ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے اور میں عثمان کی طرف سے بیعت کرتا ہوں یہ ایسی فضیلت ہے جو صحابہ میں کسی کو حاصل نہیں کہ رسول اللہ نے اپنے جسم کو کسی دوسرے کے ساتھ نسبت دی ہو، آپ کا ہاتھ رسول خدا کا ہاتھ ہے اور آپ ﷺ کی بیعت آپ نہیں بلکہ آپ کے لیے حضور ﷺ نے خود ہی فرما رہے ہیں گویا عثمان وہ معتمد صحابی ہیں کہ خدا کا رسول انہیں غیر یا خود سے جدا شمار نہیں کرتے بلکہ ان کے فعل کو اپنا فعل قرار دیتے ہیں جو انتہائی عظمت و شان پر دال ہے مزید برآں خدا نے فرمایا: اے محبوب جو لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر رہے تھے وہ آپ کے ہاتھ پر نہیں اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے تو واضح ہو گیا ید عثمان ید رسول ہے اور ید رسول ید اللہ ہے گویا عثمان کا ہاتھ ایسا عظمت والا ہے کہ خدا اسے اپنے دست قدرت سے منسوب کرتا ہے گو خدا ہاتھوں سے پاک ہے ایک طرف ان کی یہ عظمت ہے کہ آپ کی غیر حاضری میں آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہہ کر بیعت فرمائی جا رہی ہے تو دوسری طرف اعتماد کی یہ

https:.//www.ashrafia.net

شان ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ عثمان تو طواف کعبہ سے لطف اندوز ہورہے ہوں گے تو سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عثمان میرے بغیر طواف نہیں کر سکتا حضرت عثمان نہ صرف معتمد نبی تھے بلکہ ایسے مطیع وفرمانبردار اور وفا کے پیکر تھے کہ نبی ان سے عدم اعتماد کی مکمل نفی کرتے ہیں ادھر جب کفار نے آپ سے کہا کہ آپ کو طواف کعبہ کی اجازت ہے تو فرمایا میں رسول اللہ کے بغیر طواف نہیں کروں گا اور یہ بات ان کے کمال عشق رسالت کی قوی دلیل ہے۔ دو ہی ایسے عظیم مواقع تھے جہاں انہوں نے خدا کے رسول کو ایسا راضی وخوش کیا کہ رسول خدا نے جنت ان کی ہاتھ بیچ دی، بیر رومہ کے موقع پر آپ نے فرمایا: ''میں جنت کی ضمانت دیتا ہوں'' اور غزوہ تبوک کے سلسلہ میں جنت کی بشارت کے ساتھ ایسا نوازا کہ نظیر نہیں ملتی حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں منقول ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نقدی لانے کے لیے کہا آپ جھولی بھر کر اشرفیوں کی لے آئے اور سامنے ڈھیر لگا دیا آپ ﷺ اسے اُلٹتے پلٹتے اور پھر فرماتے کہ: **''آج کے بعد عثمان چاہے کچھ بھی کرے ان سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا''۔**

آپ کا خصوصی شرف حیاء ہے:

جو آپ کی سیرت کا طرہ امتیاز ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ حیا ایمان کی شاخوں میں سے ہے دوسری روایت میں ہے گزشتہ انبیاء کی تعلیم کا خلاصہ جو لوگوں نے پایا وہ یہ ہے کہ جب تم نے شرم نہ کی تو جو تمہارے جی میں آئے کرو، تیسری روایت ہے کہ حیاء بجز بھلائی کے کچھ نہیں لاتی، جس شخص میں جس قدر حیاء ہے اسی قدر وہ کامل الایمان ہے حضرت عثمان بے مثل حیاء والے تھے اور اس وصف میں کمال پر تھے بعض عارفوں نے کہا ہے کہ آپ حضور ﷺ کی حیاء کا مظہر اتم ہیں حدیث میں آیا ہے ایک مرتبہ حضور ﷺ آرام فرما رہے تھے اور آپ کی پنڈلی شریف سے تہبند ہٹا ہوا تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شرف باریابی کی اجازت چاہی آپ نے پنڈلی کو درست نہ فرمایا اور انہیں بلالیا پھر فاروق اعظم حاضر ہوئے تو آپ نے پنڈلی کو نہ ڈھانکا اسی دوران حضرت عثمان نے حاضری کی اجازت چاہی آپ نے پنڈلی کو کپڑے سے ڈھانپا اور انہیں حاضری کی اجازت دی جب وہ حاضری دے کر چلے گئے تو صحابہ کرام نے عرض کی کہ آپ نے حضرت عثمان کے آنے پر کپڑا درست فرمایا جب کہ دوسرے اصحاب کے لیے ایسا نہیں کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **''کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے خدا کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں''**۔ ان تمام فضیلتوں کے باوصف آپ کی ایک فضیلت خلعت خلافت بھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے تو انہوں نے چار لوگوں کی کمیٹی قائم کر دی جس نے کثرت رائے سے آپ کو خلیفہ چن لیا آپ کا زمانہ خلافت تمام خلفاء راشدین سے بڑھ کر ہے۔ خلافت عثمانی کے پہلے چھ سال عہد صدیقی وفاروقی کا نقشہ تھے، آپ کے دور میں

https:.//www.ashrafia.net

فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور ایشیاء کو چک میں انطاکیہ اور طرطوس کے علاقے اسلامی حکومت میں داخل ہوئے شمالی افریقہ میں تونس، مراکش اور الجزائر کے علاقے سلطنت اسلامی میں شامل ہوئے اور طرابلس کے حاکم نے ۲۵ ہزار دینار سالانہ پر صلح کر لی۔ ایران گو عہد فاروقی میں فتح ہوا مگر ایران میں فتوحات کی تکمیل آپ کے زمانہ میں ہوئی اس کے علاوہ قبرص اور طبرستان کی فتوحات ہوئیں۔ خراسان کی فتح کے ساتھ ساسانی خاندان کا آفتاب غروب ہو گیا طخارستان، جوز جان، کرمان اور سجستان کے علاقے سلطنت اسلامی کے زیر تصرف آئے یہاں تک کہ اسلامی سلطنت کابل و غزنی تک پہنچ گئی۔ خلافت کے پچھلے چھ سال دور فتن کہلاتا ہے اور اسی دور میں آپ کے خلاف سازشوں کی تکمیل ہوئی آپ کے خلاف بے سروپا الزامات لگائے گئے اور سازشوں کا یہ سیلاب آپ کی شہادت پر منتج ہوا جس کے بارے میں آپ نے واضح کر دیا تھا کہ میری شہادت کے بعد تم لوگ قیامت تک ایک امام کے پیچھے جمع نہیں ہو سکو گے۔ امام سیوطی نے لکھا ہے کہ آپ کی شہادت کے بعد فرشتوں کی غیبی امداد مسلمانوں کے حق میں جاتی رہی اور فتنوں کا دروازہ کھل گیا لیکن یہ جاننا لازمی ہے کہ اس دور میں حضرت عثمان کا کردار بے داغ تھا اور آپ کی اُمتِ محمدیہ پر شفقت ہی شفقت تھی اور یہ کہنا کہ آپ نرم رو تھے گستاخی ہے مشیت ایزدی کو آپ بخوبی جانتے تھے اس لیے وہ کیا جو خدا اور رسول کی خوشنودی کا باعث تھا خواہ عوام کچھ بھی کہتی رہے آپ راہِ عزیمت کے عظیم صابر راہنما تھے اور خلافت راشدہ کی ٹھوس کڑی تھے۔ آپ کی خلافت ملت اسلامیہ کے لیے بے شمار خدمات کی نقیب تھی فوجی و عسکری محاذ پر جہاں فتوحات کا سلسلہ جاری تھا آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی درخواست پر بحری بیڑے کے قیام کی منظوری دی اور بحریہ کی تاریخ میں آپ کا یہ کارنامہ بہت بڑی خدمت ہے، مسجد نبوی کی شاندار توسیع اور خیبر کے سیلاب سے اہل مدینہ کو بچانے کے لیے مہزور بند آپ کی خدمات کا اہم باب ہیں رفاہ عامہ کے بے شمار امور کے علاوہ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ اختلاف قرأت کے فتنہ کا سد باب اور عالم اسلام کو ایک ہی قرأت پر جمع کرنا ہے۔ آپ کی خدمات قرآن کی وجہ ہی سے آپ کو جامع قرآن کہا جاتا ہے اگر آپ اس اختلاف کا بروقت نوٹس نہ لیتے تو صورت حال بگڑتی مگر یہ آپ کی عظیم فراست اور دور بینی تھی جس نے امت کو اس متوقع بڑے فتنے سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

قیامت تک کے لیے عمرے کا ثواب

فرمانِ رسولِ ہاشمی ﷺ:

جو **عمرہ** کے لیے نکلا اور **فوت** ہو گیا
اس کے لیے قیامت تک **عمرہ**
کرنے والے کا **ثواب** لکھا جائے گا۔

(مسند ابی یعلی، الحدیث: ۶۳۲۷، ج: ۵، ص: ۴۱)

https:.//www.ashrafia.net

عید الاضحیٰ

مسلمانانِ عالم کے لیے ایثار و قربانی کا بہترین سبق

جناب شکیل احمد جمالی صاحب (ٹنڈو جام)

تمام عالم اسلام میں یہ عیدیں نہایت ہی متبرک و مقدس درجہ رکھتی ہیں، ان میں سے ایک عید الفطر ہے، جو ماہِ رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے، یہ بھی بہت افضل اور محترم عید ہے۔ دوسری عید "عیدالاضحیٰ" کہلاتی ہے۔ جو ۱۰ رذی الحجہ کو منائی جاتی ہے۔

دین اسلام کی بنیاد پانچ ارکان توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج پر ہے۔ حج ہر صاحب استطاعت مرد و عورت پر فرض ہے۔ ۹ رذی الحجہ کو حج ہونے کے بعد ۱۰ رذی الحجہ "یوم عید" ہے۔ اس دن مسلمان سنتِ ابراہیمی کی اتباع کرتے ہوئے اس عظیم قربانی کی یاد تازہ کرتے ہیں جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے فرزند نور العین حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی قربانی کو اپنے رب عظیم کے سامنے پیش کر کے اپنی عبدیت کا مخلصانہ اور عاجزانہ اظہار فرمایا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہ صرف اس عظیم قربانی کو شرفِ قبولیت بخشا بلکہ بحکم پروردگار عالم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ مینڈھا ذبحہ ہو گیا۔ اس کے بعد حکمِ باری تعالیٰ ہوا کہ تم دونوں مل کر کعبۃ اللہ کی تعمیر کرو اس حکمِ پروردگار کی تعمیل بھی احسن طریقہ پر کی گئی۔ اس طرح بیت اللہ شریف کی تعمیر کی تکمیل ہوئی۔ اس کے بعد دونوں عظیم القدر باپ بیٹے نے رب کائنات سے دعا فرمائی کہ: **"اے رب اللعالمین! ہماری اولاد میں ایک ایسے نبی کو مبعوث فرما جس کا دین تا قیامت باقی رہے"**۔ اسی دعا کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام دنیا کی رہبری و رہنمائی کے لیے حضور رسالت مآب نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں پیدا فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دین اسلام کو زندہ و پائندہ حقیقت میں ڈھال دیا۔

اس عظیم قربانی کی ابتداء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے فرزند حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام سے ہوئی، اس کی انتہاء اور عروج سید الشہداء امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء کی میدان کربلا کے تپتے ہوئے ریگزار میں بھوکے اور پیاسے شہید ہونے سے ہوئی۔ تاریخ عالم اس عظیم قربانی کی کوئی دوسری مثال پیش کرنے سے قیامت تک قاصر رہے گی۔ حضرت سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ

https:.//www.ashrafia.net

عنہا کی یہ شہادتِ عظمیٰ اُمتِ مسلمہ کو حق و صداقت کے ساتھ جینے کا درس دیتی ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان اسی جذبۂ قربانی اور سرفروشی کے ساتھ اس پر آشوب دور میں بھی کفر اور طاغوت کی شیطانی طاقتوں سے برسرِ پیکار رہ کر اسلامی اقدار اور تشخص کو قائم و دائم رکھے ہوئے ہیں۔ جب کہ غیر مسلم قومیں مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے شرمناک اور گھناؤنے خواب دیکھ رہی ہیں۔ جو قوم قربانی کی اہمیت اور افادیت کو اچھی طرح جانتی اور سمجھتی ہے، اُسے زیر کر لینا آسان اور معمولی بات نہیں مسلمان قوم اسی لیے تاریخِ عالم میں اپنا ایک خاص منفرد اور مثالی مقام رکھتی ہے کیوں کہ اس میں جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت شروع ہی سے موجود و موجزن رہا ہے۔ مگر اب یہ جذبہ بالکل بھی نظر نہیں آرہا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ امین

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی پیروی اور آپ کی اس سنت کی اتباع کرنے سے ہم میں روحانی قدریں بیدار ہو جاتی ہیں۔ عشق الٰہی اور حب رسول ﷺ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں اپنا جان و مال آل و اولاد قربان کر دینے کا جذبہ مضبوط و مستحکم ہو کر ہمیں دنیا کی دوسری اقوام کے مقابلے میں منفرد، مثالی اہمیت اور کردار کا مالک بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری، اس کے نام پر مر مٹنا، اس کے احکام کو سچے دل سے بجالانا، عبادت و ریاضت کا افضل ترین مقام ہے۔ جس سے روح و قلب کو روحانی کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ ”عید الاضحی“ اسی عظیم بے مثال اور یادگار قربانی کی یاد تازہ کرنے کے لیے تمام عالم اسلام میں ”عید الاضحیٰ“ بڑے جوش و جذبہ سے منائی جاتی ہے، ہم سب کا اوّلین فرض یہ ہے کہ ہم اس عیدِ قرباں کے موقع پر اپنے نادار بھائیوں، عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں کو کبھی نہ بھولیں غریبوں، مظلوموں، یتیموں بے سہارا مسلمانوں کو بھی اس عید سعید کی لازوال خوشیوں میں برابر کا شریک رکھیں۔ عید پر قربانی کی ادائیگی کے بعد جو حقیقی مسرت، خوشی اور انبساط حاصل ہوتا ہے اس سے بہتر اور افضل انعام و اکرام مسلمانوں کے لیے اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ مبارک ترین جذبہ انسان کو معراج و کمال کی بلندیوں پر لے جاتا ہے، اس لیے ہم سب پر لازم ہے کہ ہم خالص اسلامی جذبہ سے سرشار ہو کر سنت ابراہیمی کی اس عظیم یاد کو تازہ کریں۔ آزادی، حریت، جانثاری جانبازی اور سرفروشی اُمتِ مسلمہ کے لیے ان کے بزرگوں کا عظیم ورثہ ہے آج تمام دنیائے اسلام اپنی جانوں کا نذرانہ تک دے کر اس امانت کی حفاظت کے لیے ہر دم کمربستہ ہیں تاریخ عالم ہماری عظیم قربانیوں اور جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کی امین اور گواہ ہے۔ **یہ ہم سب پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں باعزت جینے اور مرنے کا وہ طریقہ اور سلیقہ سکھایا ہے جس سے دنیا کی دیگر قومیں محروم ہیں یہ دنیاوی وسائل پر بھروسہ کرتی ہیں جب کہ مسلمان تائید ایزدی اور نصرت الٰہی کا ہر دم طلب گار رہتا ہے۔**

مقبوضۂ کشمیر اور فلسطین کے مظلوم مسلمان ہندوؤں اور یہودیوں

https:.//www.ashrafia.net

کے جبر و استبداد کے سامنے اپنی موت وزیست کے نازک لمحات سے گزر رہے ہیں۔ان کی آواز موثر طور پر کسی عالمی ادارے تک نہیں پہنچ رہی ان کی نگاہیں پاکستان اور تمام عالم اسلام پر لگی ہوئی ہیں۔ آئے دن مسلم کش فسادات ہوتے رہتے ہیں ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں کو شہید اور مجروح کر کے زندہ درگور کر دیا جاتا ہے لیکن امن وسلامتی کی دعویدار قومیں اس درندگی اور سفاکی پر ایک لفظ بھی کہنا پسند نہیں کرتیں، بلکہ مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے نت نئے منصوبے وضع کیے جاتے ہیں، مسلمانوں کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ ہندو اور مادیت پسند قوتیں ایک دوسرے کی سلامتی کے لیے دفاعی سمجھوتے کر لیتی ہیں، جس کی وجہ سے خونِ مسلم دنیا بھر میں سب سے زیادہ ارزاں ہو کر رہ گیا۔

غرضیکہ دنیا میں جہاں بھی دیکھا جائے مسلمان پریشان ہی نظر آتا ہے۔ ہمارا دینی اور اخلاقی فرض یہ ہے کہ باہم متحد و متفق ہو کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور رنگ و نسل کے بتوں کو توڑ کر دشمنانِ اسلام کے سامنے ایک مضبوط سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔ اہل فلسطین اسلام دشمن قوموں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے دربدری اور کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ دشمن ہمارے پیارے پاکستان میں بھی بھائی کو بھائی سے لڑا کر یہاں بھی اسپین جیسا بھیانک المیہ دھرانا چاہتا ہے دشمن ہم پر شبِ خون مارنے کے لیے تیار اور مستعد بیٹھا ہے اور ہم فروعی اختلافات میں اُلجھے ہوئے ہیں۔ ہمیں اپنے ملک پاکستان جیسی نعمتِ عظمیٰ کی دل سے قدر کرنی چاہیے اور باہم متحد و متفق ہو کر اسلام دشمن طاقتوں کے خواب کو خاک میں ملا دینا چاہیے۔

اس عید کے موقع پر ہم بارگاہ خداوندی میں دعا کریں کہ وہ ہمیں ہمارے دشمنوں سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

تمامِ عالمِ اسلام

کو

ادارہ ''الاشرف''

کی جانب سے

حج بیت اللہ شریف

اور

عید الاضحیٰ

مبارک ہو....

سوئے بیت اللہ کھینچ کر کتنے دیوانے چلے

رقص کرتے، جھومتے، کعبہ کو مستانے چلے

نازش فصل بہاراں موسمِ حج آگیا

جانب شمع حرم بیتاب پروانے چلے

https:.//www.ashrafia.net

عشرۂ ذی الحج کے فضائل

◆ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ ◆

ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: عشرہ ذی الحج (ذی الحجہ کے دس روز) سے زیادہ کوئی زمانہ نہیں ہے جس میں عبادت کرنا محبوب تر ہے۔ اس عشرہ کے ہر دن اور شب کی عبادت شب قدر کے برابر ہے۔

ایک اور مقام پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے کان اور زبان اور نظر کو روز عرفہ محفوظ رکھا ایک عرفہ سے دوسرے عرفہ کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (للبیہقی)

قرآن مجید فرقانِ حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ الفجر میں دس راتوں کی قسم یاد فرمائی ہے اور وہ دس راتیں جمہور کے قول میں یہی عشرہ ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں۔ احادیث مبارکہ اور متعدد روایات میں اس کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

۱) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تمام مہینوں کا سردار ماہِ رمضان ہے اور سب سے بڑی حُرمت والا مہینہ ذی الحجہ کا ہے''۔

۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: دنیا کے سب دنوں سے افضل عشرہ ذی الحجہ کے ایام ہیں۔

۳) ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: چار عمل رسول اللہ ﷺ ترک نہیں فرماتے تھے۔

۱) عشرہ ذی الحجہ کے روزے　(۲) عاشورہ کا روزہ۔

۳) ہر ماہ میں تین روزے یعنی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کے۔

۴) اور فجر سے پہلے دو رکعتیں۔

۴) حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے بوساطتِ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: کسی یوم کی عبادت اللہ تعالیٰ کو اتنی محبوب نہیں جتنی عشرہ ذی الحجہ میں ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس میں ایک رات کی نماز سال بھر کی نمازوں کے برابر ہے۔

(۵) شیخ ابوالبرکات نے بروایتِ حسن بن احمد مقری (باسناد مقری) از محمد بن منکدر بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص عشرہ ذی الحجہ کے روزے رکھتا ہے تو ہر دن کے روزے کے عوض ایک سال کے

https:.//www.ashrafia.net

روزوں کا ثواب اللہ تعالیٰ اس کے لیے لکھ دیتا ہے"۔

(۶) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: عشرہ ذی الحجہ کی راتوں میں چراغ نہ بجھایا کرو۔ آپ کو اس عشرہ میں عبادت بہت پسند تھی۔ آپ خادموں کو بھی بیدار رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

صوفیائے کرام کے نزدیک جو شخص ان دس ایام کی عزت کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ دس چیزیں عطا فرما کر اس کی عزت افزائی فرماتا ہے اور وہ دس چیزیں یہ ہیں۔

(۱) مال میں برکت (۲) مال میں زیادتی (۳) اہل وعیال کی حفاظت (۴) گناہوں کی معافی (۵) نیکیوں میں دگنا اضافہ (۶) جان کنی میں آسانی (۷) قبر کی تاریکی میں روشنی (۸) میزان یعنی قیامت کے دن نیکیوں کے پلڑے کو وزنی بنانا (۹) دوزخ کے طبقات سے نجات (۱۰) جنت کے درجات پر عروج۔

جس نے اس عشرہ میں کسی بیمار کی مزاج پرسی کی گویا اس نے خدا کے اولیاء اور بزرگانِ دین کی عیادت کی جس نے ان دنوں میں کسی مومن کو لباس پہنایا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے خلعت پہنائے گا۔ جس نے کسی یتیم پر مہربانی کی اس پر خدا مہربانی فرمائے گا۔ جو شخص اس عشرہ میں کسی علمی وروحانی مجلس میں شریک ہوا گویا وہ انبیائے کرام کی مجلس میں شریک ہوا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ذی الحجہ کے اوّل عشرہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو اپنی رحمت سے نوازا۔ اُس وقت وہ عرفہ میں تھے۔ عرفہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عرفہ میں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی خطا کا اعتراف کیا۔ اسی عشرہ میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بارگاہِ خداوندی سے درجۂ خلّت (دوستی) عطا ہوا (یعنی خدا نے ان کو اپنا خلیل بنالیا) اسی عشرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا مال مہمانوں کی مہمان نوازی کے لیے، اپنی جان آگ کے لیے اور اپنے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کے لیے خدا کی راہ میں پیش کر دیا۔ اسی عشرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے بیت اللہ کی تعمیر کی:

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (پارہ:۱، سورۃ البقرۃ، آیت:۱۲۷)

اسی عشرہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہم کلامی سے نوازا گیا ان تمام احادیث، روایات اور بزرگانِ دین کے اقوال سے ثابت ہوا کہ عشرہ ذی الحجہ کی کتنی اہمیت اور فضیلت ہے پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس عشرہ میں زیادہ سے زیادہ عبادت کریں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کر کے دنیا اور آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

منقبت خلیفۂ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

اللہ سے کیا پیار ہے عثمانِ غنی کا
محبوبِ خدا یار ہے عثمانِ غنی کا

جس آئینہ میں نورِ الٰہی نظر آئے
وہ آئینہ رخسار ہے عثمانِ غنی کا

https:.//www.ashrafia.net

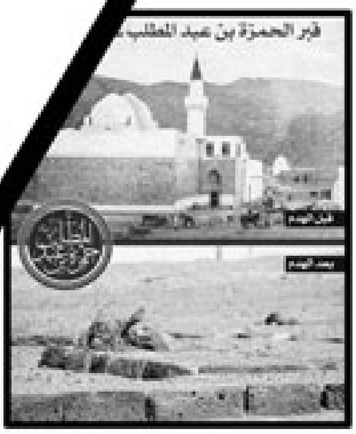

قسط آخری

امیر طیبہ سید الشہداء

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

گزشتہ سے پیوستہ:

حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری کی لگام تھام کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ابا جان کہاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارا باپ ہوں“۔ انہوں نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ میرے ابا شہید ہو گئے تو ان کی شہادت کی کیفیت بتایئے فرمایا: ”بیٹی! اگر کیفیت بیان کروں تو...

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

تمہارا دل قابو میں نہ رہے گا“ یہ سن کر حضرت فاطمہ دختر حضرت امیر حمزہ کی چیخ نکل گئی۔

(مدارج النبوۃ، جلد ثانی)

اس سے پتا چلا کہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کتنی دردناک تھی اور انہیں کتنے ظالمانہ انداز سے شہید کیا گیا۔ ان کی لاشِ مبارک کا مثلہ کیا گیا کہ جس کو دیکھ کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے مرقدِ مبارک پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سالانہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر آنا:

جنگِ اُحد میں شہداء کی تدفین کے بعد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے لیکن آپ کا یہ معمول رہا کہ ہر سال اُسی تاریخ کو یعنی جنگِ اُحد جس تاریخ کو ہوئی حضور جانِ عالم ﷺ اُسی تاریخ کو شہدائے اُحد کے مزارات پر تشریف لے جاتے تھے۔

اس سلسلے میں ہم تین حدیثیں پیش کر رہے ہیں۔

۱) وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ. قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الله: مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ ابن بُطَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْجَهْمِ. قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَاقِدِيُّ. قَالَ: قَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهُمْ فِي كُلِّ حَوْلٍ. وَإِذَا تَفَوَّهَ الشِّعْبَ رَفَعَ صَوْتَهُ فَيَقُولُ: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ. ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ كُلَّ حَوْلٍ يَفْعَلُ مِثْلَ ذَلِكَ. ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ. وَكَانَتْ فَاطِمَةُ بنت رسول الله صلى اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْتِيهِمْ فَتَبْكِي عِنْدَهُمْ وَتَدْعُو وَكَانَ سعد ابن أَبِي وَقَّاصٍ يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ. ثُمَّ يُقْبِلُ

Https:.//www.ashrafia.net

عَلٰی أَصْحَابِہٖ فَیَقُوْلُ: أَلَا تُسَلِّمُوْنَ عَلٰی قَوْمٍ یَرُدُّوْنَ عَلَیْکُمُ السَّلَامَ

ترجمہ: حضرت سیدنا امام واقدی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں: حضور ﷺ ہر سال شہدائے اُحد کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور جب گھاٹی پر پہنچتے تو با آواز بلند فرماتے: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ یعنی" سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا خوب ملا" پھر امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی ہر سال ایسا ہی کرتے اور یونہی خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا ان مزارات پر حاضر ہو کر دعا کیا کرتی تھیں اور حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر سلام کرتے اور پھر اپنے رفقاء کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: **"کیا تم ایسے لوگوں کو سلام نہیں کرو گے جو تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں"۔**

(دلائل النبوۃ للبیہقی، جزء الثالث، جماع ابواب غزوۃ احد باب ذکر التاریخ لوقعۃ احد، باب قول اللہ تعالی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ .... ص۳۰۸، دار الکتب العلمیۃ)

۲) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا فَصَلّٰی عَلٰی أَھْلِ أُحُدٍ صَلَاتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّی فَرَطٌ لَکُمْ، وَأَنَا شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ، وَإِنِّی وَاللّٰہِ لَأَنْظُرُ إِلٰی حَوْضِی الْآنَ، وَإِنِّی قَدْ أُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِیْحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّی، وَاللّٰہِ مَا أَخَافُ عَلَیْکُمْ أَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ، وَلٰکِنْ أَخَافُ عَلَیْکُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا۔

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن نکلے اور نماز جنازہ پڑھی، شہدائے اُحد پر، پھر آپ ﷺ تشریف لائے منبر پر اور فرمایا: "بے شک میں تم سے آگے آگے ہوں اور میں تم پر گواہ رہوں گا اور اللہ کی قسم! میں حوض کوثر کو ابھی دیکھ رہا ہوں اور وہ بے شک مجھے عطا کی گئی ہیں زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں اور اللہ کی قسم! مجھے تم پر یہ خوف نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے میرے بعد لیکن میں تم پر یہ خوف کرتا ہوں کہ تم دنیا کی لالچ میں پڑھ جاؤ گے"۔

(صحیح المسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا ﷺ و صفاتہ، حدیث ۲۲۹۶)

۳) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَتْلٰی أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِیْ سِنِیْنَ، کَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْیَاءِ وَالْأَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: إِنِّی بَیْنَ أَیْدِیْکُمْ فَرَطٌ، وَأَنَا عَلَیْکُمْ شَھِیْدٌ، وَإِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ، وَإِنِّی لَأَنْظُرُ إِلَیْہِ مِنْ مَقَامِی ھٰذَا، وَإِنِّی لَسْتُ أَخْشٰی عَلَیْکُمْ أَنْ تُشْرِکُوْا وَلٰکِنِّی أَخْشٰی عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا أَنْ تَنَافَسُوْھَا، قَالَ: فَکَانَتْ آخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُھَا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے آٹھویں برس شہدائے اُحد کے پاس اور نماز جنازہ پڑھی۔ اس طرح کہ آپ ﷺ زندہ اور مردہ سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ پھر آپ ﷺ منبر

https:.//www.ashrafia.net

پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: "میں تم سے آگے آگے ہوں اور میں تم پر گواہ رہوں گا اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمہاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی۔ اس وقت بھی میں اپنی اِس جگہ سے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے بارے میں مجھے اس کا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ تم شرک کروگے، ہاں میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو"۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ: میرے لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ آخری دیدار تھا جو مجھ کو نصیب ہوا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد حدیث ۴۰۴۲)

مدینہ منورہ کی حاضری اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سفارش:

ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ مدینہ منورہ حاضری دے اور یقیناً وہاں کی حاضری ہر مسلمان کے لیے ایک بہت بڑی سعادت اور اعزاز ہے۔ بزرگوں سے یہ سنا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اس کی بار بار حاضری ہو تو اُسے چاہیے کہ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری دے سلام پیش کرے اور ان کی بارگاہ میں یہ عرض کرے کہ: " آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں میری دوبارہ حاضری کی شفارش فرما دیں" پس وہ سفارش فرما دیں گے تو ان شاء اللہ حاضری ہو جائے گی بزرگوں کا عمل یہی رہا ہے اور جن لوگوں نے ایسا کیا وہ اس بات کے شاہد ہیں ان کی بار بار حاضری ہوئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو بھی حرمین طیبین کی باادب اور بار بار حاضری نصیب فرمائے۔ آمین

حضور سیدِ عالم ﷺ شہدائے اُحد کی قبروں کی زیارت کے لیے گاہے گاہے تشریف لے جاتے تھے اور آپ ﷺ کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وحضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معمول رہا۔ ایک بار حضور پُرنور ﷺ شہدائے اُحد کی قبروں پر تشریف لے گئے تو کہا کہ: **"یا اللہ! تیرا رسول گواہ ہے کہ اس جماعت نے تیری رضا کی طلب میں جان دی ہے"** پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: **"قیامت تک جو مسلمان بھی ان شہیدوں کی قبروں پر زیارت کے لیے آئے گا اور انہیں سلام کرے گا تو یہ شہدائے کرام اس کے سلام کا جواب دیں گے"۔**

(مدارج النبوۃ، جز: دوم، ص: ۱۳۵)

ایک جاں نثار صحابی رضی اللہ عنہ نے حضورِ جانِ عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: میرے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی ہے، میں اس کا کیا نام رکھوں؟ تو رحمتِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ اپنے چچا حمزہ سے محبت ہے، لہٰذا انہیں کے نام پر اپنے بچے کا نام رکھو"۔

(معرفۃ الصحابۃ، ج:۲، ص:۲۱، رقم الحدیث: ۱۸۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَیِّدُ الشُّھَدَاءِ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَمْزَۃُ

" قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس حمزہ بن عبد المطلب

https:.//www.ashrafia.net

شہداء کے سردار ہوں گے''۔

(مستدرک علی الصحیحین، حدیث:۴۹۰۰)

پریشانی دور کرنے والے:

سیرت اور تاریخ کی کتابیں اس پر گواہ ہیں کہ بوقتِ جنازہ حضور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: یَاحَمْزَۃُ یَاعَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَأَسَدَ اللّٰہِ وَأَسَدَ رَسُوْلِہٖ. یَاحَمْزَۃُ یَافَاعِلَ الْخَیْرَاتِ یَاحَمْزَۃُ یَاکَاشِفَ الْکُرُبَاتِ. یَاحَمْزَۃُ یَاذَابًّا عَنْ وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی ''اے حمزہ! اے رسول اللہ ﷺ کے چچا، اللہ اور اس کے رسول کے شیر! اے حمزہ! اے بھلائیوں میں پیش پیش رہنے والے! اے حمزہ! اے رنج و ملال اور پریشانیوں کو دور کرنے والے! اے حمزہ! رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے دشمنوں کو دور بھگانے والے!

(شرح الزرقانی علی المواهب ج:۴، ص:۴۶۰)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

''اُس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ساتوں آسمان پر یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرتِ حمزہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر ہیں''۔

(مستدرک للحاکم، ج:۳، ص:۲۲۰، حدیث:۴۹۵۰)

........*

منگتے ہیں کرم اُن کا سدا مانگ رہے ہیں

منگتے ہیں کرم اُن کا سدا مانگ رہے ہیں
دن رات مدینے کی دعا مانگ رہے ہیں

ہر نعمتِ کونین ہے دامن میں ہمارے
ہم صدقۂ محبوبِ خدا مانگ رہے ہیں

اے دردِ محبت ابھی کچھ اور فزوں ہو
دیوانے تڑپنے کی ادا مانگ رہے ہیں

یوں کھو گئے سرکار کے الطاف و کرم میں
یہ بھی تو نہیں ہوش کہ کیا مانگ رہے ہیں

اسرار کرم کے فقط ان پر ہی کھلے ہیں
جو تیرے وسیلے سے دعا مانگ رہے ہیں

سرکار کا صدقہ مرے سرکار کا صدقہ
محتاج و غنی، شاہ و گدا مانگ رہے ہیں

اس دورِ ترقی میں بھی ذہنوں کے اندھیرے
خورشیدِ رسالت کی ضیاء مانگ رہے ہیں

یہ مان لیا ہے کہ ترا درد ہے درماں
طالب ہیں شفا کے نہ دوا مانگ رہے ہیں

ہم کو بھی ملے دولتِ دیدار کا صدقہ
دیدار کی جرأت بھی شہا مانگ رہے ہیں

دامانِ عمل میں کوئی نیکی نہیں خالد
بس نعتِ محمد کا صلہ مانگ رہے ہیں

https:.//www.ashrafia.net

سراپا اُلفت و محبت

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

حضرت مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ کو دنیا سے رخصت ہوئے ۴ برس گزر گئے۔ ان کی یادیں، ان کی باتیں آج بھی قلب و ذہن میں تازہ ہیں۔ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، میرا ان سے ماموں بھانجے کا رشتہ تھا۔ ۲۹/ جون بمطابق ۸/ ذیقعدہ ان کا یومِ وصال ہے، اس مناسبت سے قرطاس وقلم کے ذریعے کچھ خراجِ عقیدت نذرِ قارئین ہے۔

خاندانی پس منظر:

آپ ننہیال اور ددھیال دونوں جانب سے علمی و روحانی خاندانوں سے متعلق تھے۔

ددھیال:

آج سے کم و بیش ساڑھے تین سو سال قبل اس خاندان کی تاریخ اُٹھائیں تو اس خاندان کی علمی و رحانی شخصیت حضرت مولانا حافظ الحاج مفتی محمد اشرف حنفی چشتی علیہ الرحمہ کی ذات نظر آتی ہے۔ جو اپنے وقت کے بہترین حافظ، عالم اور مفتی تھے ان کی وفات ۱۱۶۴ھ میں ہوئی۔ ان کے صاحبزادے مولانا حسین اشرف حنفی تھے۔ جو ۱۱۴۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۲۳ھ میں وفات پا گئے۔ آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید تھے اور تادمِ وصال شاہی مسجد قدسیہ باغ دہلی کے امام و خطیب رہے۔ پھر ان کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد حسن علی حنفی ہوئے۔ آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے علومِ دینی کی تعلیم حاصل کی۔ پھر ان کے صاحبزادے حضرت مفتی حبیب احمد دہلوی علیہ الرحمہ تھے۔ یہ ۱۲۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جید علماء سے اکتسابِ علم کیا۔ مدرسہ عالیہ فتحپوری کے مدرس، مفتی اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ اس کے ساتھ آپ شاہی سنہری مسجد، چاندنی چوک، دہلی میں امام و خطیب رہے۔ آپ نے نصف صدی سے زائد عرصہ تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ یہ وہ عظیم شخصیت تھے جو حضرت مولانا بشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ کے والد اور حضرت مولانا مشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ کے دادا تھے۔

نانا جان:

آپ کے نانا حضرت مولانا حافظ عبدالغفور عارف دہلوی علیہ الرحمہ

https:.//www.ashrafia.net

تھے۔ جو علوم ظاہری اور علوم باطنی میں کمال کا درجہ رکھتے تھے صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ آپ نے ہم خیال علماء کے ساتھ مدرسہ امینیہ کی بنیاد رکھی اور بحیثیتِ مدرس تدریس فرماتے رہے آپ کو عربی، اردو اور فارسی پر عبور تھا۔ آپ کی تصانیف مدرسہ امینیہ کی لائبریری میں آج بھی محفوظ ہیں، یہ تو تھا خاندانی پس منظر۔

ولادت:

آپ ۶/اپریل ۱۹۳۰ء مطابق ۶/ذیقعد ۱۳۴۸ھ دہلی میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم کا آغاز حفظِ قرآن سے کیا اور ۹/سال کی عمر میں قرآن پاک مکمل کرلیا۔

درسِ نظامی:

درسِ نظامی کی تعلیم مدرسہ عالیہ فتحپوری میں جید علماء سے حاصل کی، تقسیمِ ہند کے بعد یہ خاندان ملتان آگیا۔ آپ نے یہاں آکر غزالئ دوراں، رازئ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ سے دورۂ حدیث مکمل کیا اور سندِ فراغت حاصل کی۔ پھر پنجاب یونیورسٹی سے فاضل اردو اور فاضل عربی کے امتحانات پاس کیے آپ کی شخصیت کئی جہت میں قابلِ تقلید رہی۔

بحیثیتِ حافظِ قرآن:

آپ نے ۹/سال کی عمر میں حفظِ قرآن مکمل کیا اور ۶۰ سال سے زائد عرصہ نمازِ تراویح میں قرآن سنایا۔ زندگی کے آخری سالوں میں بھی جب گھٹنوں میں درد رہتا تھا تو کرسی پر تراویح ادا فرماتے اور اپنے صاحبزادے کو قرآن سناتے۔ آپ نے اپنے صاحبزادے حافظ مسعود احمد قریشی کو حافظِ قرآن بنایا اور آپ کی تربیت و توجہ سے آپ کے پوتے اور نواسے بھی حافظِ قرآن ہیں۔

بحیثیتِ مدرس، مفسر اور مقرر:

آپ بہترین خطیب اور مدرس تھے۔ آپ نے درسِ قرآن کا سلسلہ درسِ نظامی سے فراغت کے بعد شروع کردیا تھا۔ ملتان میں محلہ بل شاہ والد حسن پروانہ روڈ کی مسجد صالح میں بعد نماز فجر درسِ قرآن اور بعد نمازِ عشاء درسِ حدیث دیا کرتے تھے۔ ملتان سے کراچی منتقل ہوئے تو درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں ایک عرصہ تک ہر اتوار کو بعد نمازِ عصر درسِ قرآن دیا کرتے تھے آپ نے بلال مسجد، جامع مسجد قوت الاسلام (لیاقت آباد) مسجد آزاد فرینڈ کمپنی اور کراچی کی مختلف مساجد میں نمازِ جمعہ کی خطابت کے فرائض انجام دیئے۔

آپ نے فروری ۱۹۹۵ء سے ماہنامہ "الاشرف" میں درسِ قرآن کے عنوان سے تفسیر کا سلسلہ شروع کیا۔ جو دسمبر ۲۰۱۸ء تک جاری رہا۔ آپ نے سورۃ النساء کی آیت ۷۱ تا ۷۲ تک تفسیر لکھی۔ آپ کی ضعیفی اور ناسازی طبع کے باعث یہ سلسلہ رُک گیا لیکن اس دوران آپ نے سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ، سورۃ آل عمران کی تفسیر مکمل کی۔ ان شاء اللہ ہماری کوشش ہوگی کہ یہ تفسیر منصۂ شہود پر لے آئیں۔

بحیثیتِ تاجر:

قیامِ پاکستان کے بعد آپ کے والد اپنے خاندان کے ہمراہ پہلے

https:.//www.ashrafia.net

کراچی پھر ملتان تشریف لائے۔اس وقت آپ کی عمر ۱۷ سال تھی۔آپ کے والد مولانا بشیر احمد دہلوی نے دینی سرگرمیوں کے ساتھ ذریعۂ معاش کے لیے دہلی میں ایک جنرل اسٹور بھی کھولا تھا مولانا مشیر صاحب اپنی تعلیمی مصروفیات کے ساتھ دکان پر والد صاحب کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ ملتان آنے کے بعد گلی پتراں والی میں آپ کے والد نے ایک زری کی دکان کھولی۔ انوار العلوم میں دورۂ حدیث کے دوران (تعلیمی مصروفیت کے ساتھ) آپ اپنے بھائی مبشر احمد عارف دہلوی مرحوم (پہلے ایڈیٹر الاشرف) کے ساتھ والد صاحب کا ساتھ دیتے۔ابھی اس دکان کو کم وبیش ایک سال ہوا تھا کہ والدِ محترم کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور خاندان کی تمام معاشی ذمہ داری آپ کے کندھے پر آگئی اس وقت آپ نے نہایت ہمت سے ان حالات کا مقابلہ کیا اور تاجرانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اس دکان کو بہت ترقی دی۔اپنے بھائیوں کو اپنے ساتھ رکھا اوران کی تربیت بھی کی۔ ۱۹۵۰ء کے بعد آپ اپنے خاندان کے ہمراہ کراچی آگئے یہاں آپ کے رشتہ دار عبدالعزیز مرحوم نے آزاد فرینڈ کمپنی قائم کی اور ایگل پین بنانے شروع کیے۔عبدالعزیز صاحب مرحوم آپ کی تجارتی صلاحیتوں کو دیکھ کر اس کمپنی کا ڈائریکٹر بنادیا۔آپ کے مشوروں اور صلاحیتوں نے اس کمپنی کو بامِ عروج پر پہنچادیا۔

بحیثیتِ سماجی رہنما:

۱۹۷۶ء میں اپنے چھوٹے بھائی مبشر احمد عارف دہلوی مرحوم کے ساتھ مل کر جمعیت برادران دہلی کے نام سے ایک سماجی تنظیم قائم کی۔ نائب صدر کی حیثیت سے جمعیت برادران دہلی کے پلیٹ فارم سے کراچی میں سماجی خدمات انجام دیں۔ ایجوکیشنل اینڈ میڈیکل ٹرسٹ کے قیام میں بنیادی کردار ادا کیا۔جمعیت برادران دہلی کا نظام زکوٰۃ آپ کی سرپرستی میں ہی چلتا رہا۔غریبوں کی مدد، لحاف وغیرہ کی تقسیم اس طرح کی سماجی خدمات میں آپ پیش پیش رہتے۔

خانوادۂ اشرفیہ سے تعلق:

حضرت قطبِ ربانی ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی میں مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ کے دادا حضرت مفتی حبیب احمد علوی علیہ الرحمہ سے سندِ فراغت حاصل کی۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے اپنی صاحبزادہ کا نکاح حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ سے کردیا۔اس طرح خانوادۂ اشرفیہ اس خاندان سے منسلک ہوگیا۔اس تعلق کو مزید تقویت اس طرح ملی کہ جب حضرت قطبِ ربانی ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ نے اپنے فرزند وجانشین اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کا نکاح اپنے سالے مولانا بشیر احمد دہلوی کی صاحبزادی اور مشیر احمد دہلوی کی بہن سے کردیا۔اسی رشتہ کی بنیاد پر حضرت قطبِ ربانی علیہ الرحمہ مولانا مشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ کے پھوپھا اور حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ مولانا مشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ کے بہنوئی ہوئے۔حضرت کو اپنے پھوپھی زاد بھائی اور بہنوئی

حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ سے بہت محبت تھی۔ان دونوں نے ساتھ حفظ کیا، ساتھ درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کی، شبینہ میں ساتھ قرآن پاک سناتے، یہ دونوں ہم عمر اور ہم راز تھے۔

بحیثیت ماموں:

وہ میری والدہ سے عمر میں بڑے تھے، ہم انہیں ماموں صاحب کہتے تھے اور وہ سید صاحب کہتے تھے۔ وہ ہم سب بہن بھائیوں سے بہت محبت فرماتے تھے۔ ہم بھائیوں کی دستار بندی اور خلافت کے موقع پر بہت خوش نظر آئے۔ بہت شفقت فرماتے، ہم سب بہن بھائیوں اور ان کے تمام بچوں کی شادی کے موقع پر یہ منظر یکساں ہوتا کہ ابا حضور قبلہ خطبہ نکاح پڑھاتے اور ماموں صاحب ایجاب وقبول کراتے۔

بچپن سے جوانی تک ہم نے انہیں اپنے لیے ہمیشہ شفیق پایا۔ امی حضور اور ابا حضور کے انتقال کے بعد ان کا سایہ بڑا غنیمت تھا۔ زندگی کے آخری ایام میں ضعیفی اور بیماری نے انہیں نڈھال کر دیا تھا، لیکن نماز اور اوراد و وظائف میں کوئی کمی نہیں آئی۔ انتقال سے ایک سال پہلے آپ نے عمرے کا سفر کیا، جو آپ کے صاحبزادے ڈاکٹر معین احمد قریشی نے وہیل چیئر پر کرایا۔

سفر حج وعمرہ:

آپ نے ۱۹۸۷ء اور ۱۹۹۲ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور ۸ مرتبہ عمرے کے سفر فرمائے۔

اولاد:

آپ کی ۷ بیٹیاں اور ۲ بیٹے ہیں۔

بڑے صاحبزادے ڈاکٹر کیپٹن معین احمد قریشی ما شاء اللہ ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹر ہیں اور گردے کے اسپیشلسٹ ہیں جب کہ دوسرے صاحبزادے مسعود احمد قریشی حافظِ قرآن ہیں اور ماشاءاللہ مسلسل تراویح میں قرآن سناتے ہیں۔

وہ ابا حضور کے انتقال پر تشریف لائے، ہم سب کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھا اور تسلی دی۔ اسی طرح والدہ کے انتقال پر بہت مغموم تھے اور ہمیں صبر کی تلقین بھی کرتے رہے۔

تصنیف:

آپ نے مختلف مواقع پر کتابچے تحریر فرمائے اور ۱۹۸۰ء سے ۲۰۱۹ء تک ماہنامہ "**الاشرف**" میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ **ان شاء اللہ** حضرت کے تمام مضامین جس میں آپ کی آپ بیتی بھی شامل ہے۔ اسے "**مقالاتِ مشیر**" کے نام سے شائع کریں۔ سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران کی تفسیر بھی شائع کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ارادے میں کامیابی عطا فرمائے۔

وفات:

۲۹/جون ۲۰۲۰ء بمطابق ۸/ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ بعد نمازِ مغرب علم وعمل کا پیکر مجسم اخلاق وشفقت ۹۰ سال کی عمر پا کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

https://www.ashrafia.net

فقہی سوالات کے جوابات

عرفانِ شریعت

قربانی کے فضائل و مسائل

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: قربانی کیوں کرتے ہیں؟

جواب: بندۂ مومن کی بندگی کی یہ معراج ہے کہ اسے جس بات کا حکم دیا جائے بلا چوں و چرا اسے بجالائے اور اللہ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اسے اپنے حکم پر سر نیاز خم کرنے کی توفیق عطا فرمائی، یہ تصورِ حیات ایک عام بندۂ مومن کے بارے میں ہے اور جو لوگ اللہ کے محبوب اور برگزیدہ بندے ہیں وہ ہر لمحہ اور ہر لحظہ خود کو رضائے مولیٰ کے لیے تیار رکھتے ہیں خصوصاً حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام چنانچہ ابوالانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت میں مخلص پایا اور انہیں اپنا خلیل بنالیا تو بطور آزمائش حکم دیا کہ اپنے اکلوتے اور پیارے بیٹے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کو میری راہ میں قربان کرو، اللہ تعالیٰ کا حکم پاتے ہی آپ راضی برضائے الٰہی ہو گئے اور اپنے بیٹے کو راہ حق میں قربان کرنے میں کچھ دریغ نہ فرمایا، رب تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس جذبۂ شکر اور ادائے بندگی کو پسند فرما کر آپ کے درجات و مراتب میں مزید بلندی عطا فرمائی اور آپ کی اس محبوب ادا کو صبح قیامت تک زندہ رکھنے کے لیے آپ کے بعد کی امتوں میں اس کا حکم باقی رکھا، قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے، ایک مقام پر رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَنَادَيْنَاهُ أَن يَّا إِبْرٰهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰؤُا الْمُبِينُ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ. (الصفت، ص:۱۰۴ تا ۱۰۸)

ترجمہ: اور ہم نے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھائی ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے صدقہ میں دے کر اسے بچالیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی سلام ہو ابراہیم پر۔ (کنز الایمان)

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قربانی ابوالانبیا حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوب یادگار ہے جو اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں باقی رکھی گئی ہے، اسی عظیم یادگار کو قائم رکھنے اور اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ

https:.//www.ashrafia.net

علیہ السلام کی سنت پر عمل پیرا ہونے کے لیے ہم قربانی کرتے ہیں اور صبح قیامت تک اہل ایمان قربانی کرتے رہیں گے۔

سوال: کیا قربانی کا چاند نظر آنے کے بعد بال کٹوانا اور ناخن ترشوانا منع ہے؟ اگر کسی نے ناخن تراشوالیا یا بال کٹوالیا تو اس کی قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: حکم تو یہی ہے کہ جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد وہ نہ بال کٹوائے اور نہ ناخن ترشوائے حدیث شریف میں ہے کہ:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ فَأَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَقْرَبَنَّ لَهُ شَعْرًا وَلَا ظُفْرًا۔ (سنن ابن ماجہ، ج:۲، ص:۲۲)

یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں سے ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور اسے قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ نہ بال کاٹے نہ ناخن، مگر چاند دیکھ کر بال نہ کٹوانا اور ناخن نہ ترشوانا صرف مستحب ہے، واجب نہیں لہٰذا اگر کسی نے بال کٹوا لیے یا ناخن ترشوا لیے تو خلاف مستحب کیا لیکن اس کی قربانی میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔

سوال: قربانی کس کس پر واجب ہے؟

جواب: ہر وہ مسلمان جو آزاد، بالغ مقیم اور حاجت اصلیہ سے زائد ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا سونا چاندی کے زیورات ہوں یا حاجت سے زائد اضافی مال یا مالِ تجارت ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔

سوال: کیا عورتوں پر بھی قربانی واجب ہے؟

جواب: اگر عورتوں کے پاس سونا چاندی کے زیورات ہوں یا حاجت سے زائد سامان جہیز جس کی قیمت مذکورہ نصاب کو پہنچتی ہو تو دیگر شرائط کے ساتھ عورتوں پر بھی قربانی واجب ہے۔ بہار شریعت میں ہے: قربانی عورتوں پر واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے۔ (بہارِ شریعت، ج:۳، ص:۳۳۲)

سوال: جس پر قربانی واجب ہو کیا ہر سال اسے اپنے نام سے قربانی کرنا ضروری ہے؟ اگر ایک سال اپنے نام سے قربانی کر چکا ہے اور دوسرے سال اپنے لڑکے یا بیوی کے نام سے کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شخص مذکور ہر سال ایام قربانی میں مالک نصاب رہتا ہے تو دیگر شرائط کے ساتھ اس پر ہر سال قربانی واجب ہے، صرف ایک سال اپنے نام سے قربانی کر لینا ہر سال کی طرف سے کافی نہ ہوگا یونہی اپنے نام سے نہ کر کے اپنے لڑکے یا بیوی کے نام سے قربانی کر لینے سے وہ شخص بری الذمہ نہ ہوگا اگر چہ جن کے نام سے کرے گا اس کی طرف سے نفلی قربانی درست ہو جائے گی۔ صدر الشریعہ مفتی امجدی علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں: جس پر قربانی واجب ہے اس کو خود اپنے نام سے قربانی کرنی چاہیے، لڑکے یا زوجہ کی طرف سے کرے گا تو واجب ساقط نہ ہوگا۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج:۳، ص:۳۱۵)

سوال: اگر ایک گھر میں چند افراد ہوں اور بھی مالک نصاب

https:.//www.ashrafia.net

ہوں تو سب پر قربانی واجب ہے یا صرف گھر کے مالک پر؟ اگر صرف گھر کا سربراہ قربانی کر لے تو کیا سب کی طرف سے قربانی ادا ہوگی؟

جواب: اگر واقعی گھر کے بھی افراد مالک نصاب ہیں تو سب پر قربانی واجب ہے۔ محض گھر کے سربراہ کے قربانی کر لینے سے سب کی جانب سے قربانی ادا نہ ہوگی بلکہ سب کے سب جدا جدا قربانی کریں۔ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: ایک قربانی نہ سب کی طرف سے ہوسکتی ہے نہ سوائے مالک نصاب کے کسی اور پر واجب ہے اگر اس کی بالغ اولاد میں کوئی خود صاحب نصاب ہو تو وہ اپنی قربانی جدا کرے یونہی زکوۃ جس جس پر واجب ہے یہ الگ الگ دیں ایک کی زکوۃ سب کی طرف سے نہیں ہوسکتی۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:۸، ص:۴۱۲)

سوال: قربانی کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دو راتیں جسے ایام نحر کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: قربانی یوم نحر تک یعنی دسویں سے بارہویں تک جائز ہے۔ آخر ایام تشریق تک کہ تیرہویں ہے جائز نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:۸، ص:۳۸۶)

ان دنوں میں سب سے افضل دسویں پھر ۱۱ویں پھر ۱۲ویں ہے نیز شہر میں قربانی کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہاں نماز عید ہو جائے، نماز عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہوسکتی اور دیہات میں طلوع آفتاب کے بعد قربانی کرنا افضل ہے۔

ضروری تنبیہ: آج کل نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین قربانی کے ایام تین دن کے بجائے چار دن یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ بتاتے ہیں جو سراسر نفس پرستی اور گمراہ گری ہے، حنفی مسلمان ہرگز اس کی طرف توجہ نہ دیں۔

سوال: ایک فیملی کے کئی لوگ دوسرے ملک میں رہتے ہیں اور قربانی کے وقت وہ لوگ پاکستان میں مقیم اپنے گھر والوں یا رشتہ داروں کو اپنی قربانی کا وکیل بنا دیتے ہیں تو چونکہ وہاں کا وقت یہاں کے وقت سے پیچھے چلتا ہے مثلاً امریکہ ۱۲ بارہ گھنٹے پیچھے ہے، یہاں رات ہوتی ہے تو وہاں دن اور وہاں دن تو یہاں رات، غرض کہ پاکستان میں ذی الحجہ کو جب عید کی نماز کے بعد قربانی ہو رہی ہوگی تو وہاں ابھی رات ہی ہوگی ایسی صورت حال میں اگر امریکہ میں مقیم افراد کی طرف سے پاکستان میں ۱۰؍ ذی الحجہ کو قربانی کی جائے تو ان کی طرف سے قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: ۱۰؍ ذی الحجہ کو بھی ان کی طرف سے قربانی صحیح ہو جائے گی اگر چہ ابھی وہاں قربانی کا وقت نہ ہوا ہو کیونکہ وکیل جہاں ہے وہاں کا اعتبار ہوتا ہے اگر یہاں وقت ہو گیا تو درست ہے اگر چہ وہاں ابھی وقت نہ ہوا ہو، البتہ بہتر یہ ہے کہ جب امریکہ میں بھی وقت قربانی ہو جائے اور پاکستان میں بھی قربانی کا وقت رہے تو ان کی طرف سے قربانی کی جائے۔

سوال: قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیے؟

https:.//www.ashrafia.net

جواب: قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا ضروری ہے اگر تھوڑا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور اگر زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں اور مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ، خوبصورت اور بڑا ہو۔

حدیث شریف میں ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ الضَّحَايَا إِلَى اللّٰهِ أَغْلَاهَا وَاَسْتَمَنُهَا۔ (سنن کبری، ج:۹، ص:۲۷۲)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ قربانی وہ ہے جو زیادہ مہنگی اور زیادہ فربہ (موٹا) ہو۔

سوال: جس جانور کے خصیے نکال دیئے گئے ہوں (خصی) اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے جانور کی قربانی نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دو مینڈھوں کی قربانی کی ان کے خصیے نکالے ہوئے تھے یعنی وہ دونوں جانور خصی تھے، فتاوی امجدیہ میں ہے: خصی کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے، حدیث میں ہے:

ذبح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبشین اقرنین موجوئین

سوال: وہ مادہ جانور جو بانجھ ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مادہ جانوروں میں بانجھ ہونا عیب نہیں ہے اسی وجہ سے فقہائے کرام نے اسے جانوروں کے عیوب میں شمار نہ فرمایا، لہٰذا بانجھ جانوروں کی قربانی جائز ہے، جب کہ کوئی اور وجہ مانع نہ ہو۔ فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ بانجھ بکری کی قربانی جائز ہے کہ وہ خصی کے مثل ہے، اسی لیے فقہائے کرام نے اسے قربانی کے جانوروں میں عیوب نہیں شمار فرمایا۔ (فتاوی فیض الرسول، ج:۲، ص:۴۶۱)

سوال: خنثیٰ جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: خنثیٰ جانور کی قربانی جائز نہیں، حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: خنثیٰ نر و مادہ دونوں کی علامتیں رکھتا ہو دونوں سے یکساں پیشاب آتا ہو، کوئی وجہ ترجیح نہ رکھتا ہو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں کہ اس کا گوشت کسی طرح پکائے نہیں پکتا ویسے ذبح سے حلال ہو جائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ، ص:۳۳۲)

سوال: جانور کا سینگ ٹوٹ چکا تھا مگر اب دوبارہ پھر نکل آیا ہے اور زخم بھر چکا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سینگ جب تک جڑ تک نہ ٹوٹے اس کی قربانی جائز ہے پھر اگر آدھے سے زائد بلکہ جڑ تک ٹوٹ جائے مگر دوبارہ نکل آئے اور زخم بھر جائے تو اس کی قربانی بلا کراہت جائز ہے۔ فقیہ بے بدل حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: سینگ ٹوٹنا اس وقت قربانی سے مانع ہوتا ہے جب کہ سر کے اندر جڑ تک ٹوٹے اگر اوپر کا حصہ ٹوٹ جائے تو مانع نہیں، پھر اگر ایسا ہے ٹوٹا تھا کہ مانع ہوتا مگر اب زخم بھر گیا عیب جاتا رہا تو حرج نہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج:۸، ص:۴۶۹)

سوال: جس جانور کے پیدائشی کان یا دم نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

https:.//www.ashrafia.net

جواب: بلاشبہ ایسے جانور کی قربانی جائز و درست ہے، حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: جس جانور کی اصل پیدائش میں کان اور دم نہ ہو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس کی قربانی جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۸، ص:۴۰۰)

سوال: بھینگا، اندھا، کانا اور لنگڑے جانور کی قربانی کرنا کیسا ہے؟

جواب: بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں اور کانا جس کا کانا پن اور لنگ ظاہر ہو اس کی بھی قربانی جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت، ج:۳، ص:۳۴۱)

سوال: جس جانور کے دانت نہ ہوں یعنی دانت اُگنے کے بعد اس قدر ٹوٹ گیے ہوں کہ چارہ نہ کھا پاتا ہو یا تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں ایسے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے جانوروں کی قربانی جائز نہیں، بہار شریعت میں ہے: جس کے دانت نہ ہوں یا جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں اس کی قربانی نا جائز ہے بکری میں ایک کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لیے کافی ہے اور گائے بھینس میں دو خشک ہوں تو ناجائز ہے۔ (بہارِ شریعت، ج:۳، ص:۳۴۱)

سوال: کن کن جانوروں کی قربانی ہوسکتی ہے اور ان کی عمر کیا ہونی چاہیے؟

جواب: اونٹ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ اور دنبہ نر ہوں یا مادہ ان سب کی قربانی ہوسکتی ہے، نیز اونٹ کی عمر کم از کم پانچ سال، گائے بھینس کی دو سال اور بکری یا بکرا کی ایک سال ہونی چاہیے، ان جانوروں کی عمر اس سے کم ہو تو قربانی نہ ہوگی اگر چہ ایک ہی دن کیوں نہ ہو اور مذکورہ عمروں سے زیادہ ہونا افضل ہے، البتہ بھیڑ اور دنبہ کی عمر کامل ایک سال ہونا ضروری نہیں، یہاں تک کہ چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(بہارِ شریعت، ج:۳، ص:۳۳۹ تا ۳۴۰)

سوال: قربانی کا بکرا سال بھر کا ہے مگر ابھی دانت نہیں نکلا تو اس کی قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر بکرا واقعی سال بھر کا ہے تو اس کی قربانی بلاشبہ جائز ہے اگر چہ ابھی دانت نہ نکلے ہوں کہ قربانی کے لیے بکرا یا بکری کی عمر سال بھر ہونا ضروری ہے، دانت نکلنا ضروری نہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

ضحوا بالثنايا ھدایہ آخرین۔ (۴۴۳)

یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ثنایا کی قربانی کرو'' اور ثنایا ایک سالہ بکری یا ایک سالہ بکرا کو کہتے ہیں۔

فتاوی شامی میں ہے: صح الثنی فصاعدا والثنی ھو ابن حول من الشاۃ۔ (کتاب الاضحیۃ ملخصاً)

سوال: کس جانور میں کتنے لوگ شریک ہوسکتے ہیں؟

جواب: اونٹ، گائے اور بھینس میں زیادہ سے زیادہ سات لوگ شریک ہوسکتے ہیں اور بھیڑ و دنبہ اور بکری صرف ایک شخص کی طرف سے ہوسکتی ہے، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: گائے یا اونٹ میں دو سے سات تک شریک ہوسکتے ہیں اور صحیح

https:.//www.ashrafia.net

یہ ہے کہ کسی طرح باہم حصہ کریں جب کہ ایک حصہ سے کم نہ ہو جائز ہے۔(فتاوی رضویہ، ج:۸،۲۶۸)

اسی میں ہے: بکرا بکری ایک سال سے کم کا قربانی میں ہرگز جائز نہیں۔(ایضاً ۳۳۲)

سوال: کسی جانور میں بد مذہب بھی شریک ہو تو قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: جس کی بد مذہبی حد کفر کو پہنچی ہو اگر ایسا بد مذہب بڑے جانوروں میں شریک ہو تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ کتب فقہ میں مصرح ہے کہ: اگر کوئی شریک نصرانی ہو تو کسی کی طرف سے قربانی صحیح نہیں ہوتی۔ درمختار میں ہے: ان کان شریك الستة نصرانیا لم یجز عن واحد. (ج:۹،ص:۴۷۲)

سوال: مرحومین کے نام قربانی کرنا کیسا ہے؟

جواب: مرحوم ماں باپ یا اساتذہ کرام یا اولیائے عظام وغیرہم کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے، فقیہ اعظم مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں: انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام اور دیگر اموات مسلمین کی طرف سے قربانی جائز ہے، خود حضور سید المرسلین ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور فرمایا: عمن لم یضح من امتی اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضور اقدس ﷺ کی طرف سے قربانی کی۔

(فتاوی امجدیہ، ج:۳،ص:۳۲۲)

سوال: قربانی کے گوشت کا کیا کرنا چاہیے؟

جواب: قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص کو بھی کھلا سکتا ہے اور مستحب یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں ایک حصہ فقرا کے لیے، ایک حصہ دوست واحباب کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے کل گوشت کو صدقہ کرنا بھی جائز ہے اور کل کو گھر والوں کے لیے رکھ لینا بھی، بلکہ اگر اس کے اہل وعیال بہت ہوں اور وہ صاحب وسعت نہ ہو تو سارا گوشت اپنے بچوں ہی کے لیے رکھ لینا افضل ہے۔

(ملخصاً بہار شریعت، ج:۳،ص:۳۳۵)

سوال: قربانی اگر منت کی ہو تو اس کے گوشت کا کیا حکم ہے؟

جواب: منت کی قربانی کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے اور نہ مالدار صاحب نصاب شخص کو کھلا سکتا ہے بلکہ کل گوشت صدقہ کرنا واجب ہے، منت ماننے والا فقیر ہو خواہ غنی۔

سوال: قربانی کا گوشت یہاں کے غیر مسلموں کو دینا کیسا ہے؟ اگر کسی نے دے دیا تو اس کی قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: قربانی کا گوشت یہاں کے غیر مسلموں کو دینا شرعاً جائز نہیں اگر کسی نے دے دیا تو گنہگار ہوا، اسے چاہیے کہ توبہ کرے البتہ قربانی ہو جائے گی، حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: یہاں کے کافروں کو گوشت دینا جائز نہیں وہ خاص مسلمانوں کا حق ہے۔ پھر بھی اگر کوئی اپنی جہالت سے دے گا قربانی میں کوئی حرج نہ کرے گا۔

(فتاوی رضویہ، ج:۸،ص:۳۶۷)

سوال: شرکا کے درمیان قربانی کا گوشت اندازہ سے تقسیم کرنا کیسا ہے؟

https:.//www.ashrafia.net

جواب: اگر شرکا نے کسی کو گوشت تقسیم کرنے کا وکیل بنا دیا ہو تو وکیل کو اختیار ہے وہ چاہے گوشت وزن کر کے تقسیم کرے یا اندازے سے دونوں صورتیں جائز ہیں اور اگر شرکا نے کسی کو گوشت کی تقسیم کا وکیل نہ بنایا ہو تو ان کا اپنے درمیان قربانی کا گوشت اندازہ سے تقسیم کرنا شرعاً جائز نہیں، بلکہ انہیں چاہیے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کریں تا کہ کسی کو کم زیادہ نہ ملے اس معاملے میں شرکاء کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اگر کسی کو زائد چلا گیا تو معاف کر دیں گے کیونکہ یہ حق شرع ہے جو کسی کو معاف کرنے کا اختیار نہیں، بہار شریعت میں ہے: شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضرور ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی کو زائد یا کم ملے اور یہ نا جائز ہے یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم وبیش ہو گا تو ہر ایک اس کو دوسرے کے لیے جائز کر دے گا کہہ دے گا کہ اگر کسی کو زائد پہنچ گیا ہے تو معاف کیا۔

سوال: قربانی کا گوشت کتنے دنوں تک رکھ سکتے ہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ تین دنوں تک رکھ سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔

جواب: شروع اسلام میں قربانی کا گوشت تین دنوں تک ہی رکھنے کی اجازت تھی اس سے زیادہ جمع کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا تھا، جس کی خاص وجہ یہ تھی کہ دیہات میں بسنے والے لوگ قربانی کے دنوں میں گوشت کی خواہش لے کر شہر میں حاضر ہوتے کہ ہمیں بھی کچھ گوشت مل جائے گا لیکن بعد میں جب اس کی ضرورت نہ رہی تو آپ نے تین دن سے زائد گوشت جمع کرنے کی اجازت عطا فرما کر پہلا حکم منسوخ فرما دیا چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے: وہ بیان کرتی ہیں:

إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي لِجُهْدِ النَّاسِ ثُمَّ رَخَّصَ فِيهَا۔

(ابن ماجه کتاب الاضحية باب ادخار لحوم الاضاحی، ج:۲، ص:۲۲۸)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی تنگی کی بناء پر قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا پھر بعد میں اس کی اجازت دے دی۔

اور حضرت نبیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَكُلُوا وَادَّخِرُوا۔ (ایضاً)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع کیا تھا تو اب کھاؤ اور جمع کرو۔

سوال: اگر قربانی میت کی طرف سے ہو تو اس کا گوشت کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر میت نے قربانی کی وصیت کی تھی تو کل گوشت صدقہ کرنا واجب ہے اور اگر میت نے قربانی کی وصیت نہیں کی تھی بلکہ یہ شخص اپنی طرف سے تبرعاً میت کے ایصال ثواب کے لیے اس کے نام سے قربانی کر رہا ہے تو اپنی قربانی کی طرح اسے بھی تین حصے کرنا مستحب ہے ایک اپنے لیے، دوسرا

https:.//www.ashrafia.net

خویش واقارب کے لیے اور تیسرا فقرا و مساکین کے لیے، فقیہ فقید المثال حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ فرماتے ہیں: اس کے بھی یہی حکم ہیں جو اپنی قربانی کے، کہ کھانے کھلانے تصدق سب کا اختیار ہے اور مستحب تین حصے میں ایک اپنا، ایک اقارب، ایک مساکین کا ہاں اگر میت کی طرف سے بحکم میت کرے تو وہ سب تصدق کی جائے۔ (فتاوی رضویہ، ج:۸، ص:۳۶۶)

سوال: قربانی کا چمڑا کہاں کہاں صرف کر سکتے ہیں؟

جواب: قربانی کا چمڑا ہر نیک کام میں صرف کر سکتے ہیں بلکہ اسے باقی رکھتے ہوئے اپنے کسی کام میں بھی لا سکتے ہیں مثلاً مصلی بنانا مشکیزہ بنانا یا کتاب کی جلد سازی کرنا وغیرہ یونہی خاص چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل بھی سکتے ہیں جسے باقی رکھتے ہوئے اپنے کام میں لا سکیں جیسے کتاب وغیرہ البتہ ایسی چیز سے نہیں بدل سکتے جسے فنا کر کے نفع اٹھانا پڑے مثلاً غلہ یا روپے پیسے وغیرہ **"فتاوی رضویہ"** میں ہے: قربانی کی کھال ہر اس کام میں صرف کر سکتے ہیں جو قربت و کار خیر و باعث ثواب ہو۔ (فتاوی رضویہ، ج:۸، ص:۴۷۵)

سوال: قربانی کی کھال مسجد یا مدرسہ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مسجد و مدرسہ بھی کار خیر میں لہٰذا یہاں بھی دینا جائز ہے فقیہ اعظم مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: چرم قربانی کو کار خیر میں صرف کرنا جائز ہے، دینی مدرسہ بھی امور خیر سے ہے اس میں بھی صرف کر سکتے ہیں مسجد میں بھی صرف کرنا جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج:۲۰، ص:۳۲۶)

سوال: قربانی کا چمڑا بیچنے کے بعد اس کا پیسہ مسجد و مدرسہ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کسی نے دے دیا تو وہ پیسہ مسجد و مدرسہ کے کاموں میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قربانی کا چمڑا اگر اس لیے بیچا کہ اس کی قیمت نیک کام میں صرف کرے گا پیسہ مسجد و مدرسہ میں دینا اور اس پیسے کا مسجد و مدرسہ کے کاموں میں صرف کرنا دونوں جائز ہے اور اگر وہ چمڑا اپنے لیے یا اپنے بال بچوں پر خرچ کرنے کے لیے بیچا تو وہ روپیہ مسجد و مدرسہ میں نہیں لگا سکتے بلکہ کل روپے فقیر شرعی پر صدقہ کرنا ضروری ہے ہاں اگر فقیر شرعی بعد قبضہ اپنی طرف سے مسجد و مدرسہ کو دے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

"فتاوی رضویہ" میں ہے: اگر کھالیں صرف مسجد کے لیے پہلے سے دیدی جائیں یا ان کا داموں کے عوض بیچنا اپنے صرف میں لانے کے لیے نہ ہو بلکہ امور قربت وثواب کی غرض سے ہو تو ان داموں کا مسجد کے صرف کے لیے دے دینا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں اور اگر کھالیں اپنے صرف میں لانے کے لیے داموں بیچ ڈالیں تو یہ دام مسجد میں صرف نہیں ہو سکتے بلکہ مساکین کو دیئے جائیں جس مسکین کو دے وہ اپنی طرف سے مسجد میں لگا دے تو مضائقہ نہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج:۸، ص:۴۷۳)

سوال: قربانی کا چمڑا والدین یا سادات کرام کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

https:.//www.ashrafia.net

جواب: قربانی کی کھال زکوٰۃ کی طرح صدقہ کرنا واجب نہیں لہٰذا قربانی کا چمڑا والدین اور سادات کرام کو بھی دے سکتے ہیں کہ یہ صدقہ کی نیت سے ہو تو صدقہ نافلہ ورنہ ہدیہ ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلی قدس سرہ فرماتے ہیں:

قربانی کی کھال سادات کرام کو دینا جائز ہے، اپنے ماں باپ اولاد کو بھی دے سکتا ہے، شوہر زوجہ کو، زوجہ شوہر کو دے سکتی ہے، وہ بہ نیت تصدق ہو تو صدقہ نافلہ ہے ورنہ ہدیہ۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۴۷۱)

سوال: قربانی کا گوشت قصاب یا ذبح کرنے والے کو دینا کیسا ہے؟

جواب: قصاب کو ذبح کرنے کی اجرت میں گوشت یا چمڑا دینا جائز نہیں ہاں دیگر مسلمان احباب کی طرح اسے بھی بلا اجرت دینے میں حرج نہیں، یوہی بعض مقامات پر قربانی کا چمڑا مسجد کے امام کو دیتے ہیں اگر تنخواہ میں نہ دیا جائے بلکہ بطور مدد کے دیں تو حرج نہیں۔

بہار شریعت میں ہے: قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے، قصاب کو اجرت میں نہیں دیا بلکہ جیسے دوسرے مسلمان کو دیتا ہے اس کو بھی دیا اور اجرت اپنے پاس سے دوسری چیز دے گا تو جائز ہے۔ (بہارِ شریعت، ج:۳، ص:۳۴۶ تا ۳۴۷)

سوال: قربانی کا جانور چوری ہو گیا یا گم ہو گیا اس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا گیا پھر پہلا جانور مل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: مالک نصاب کو اختیار ہے کہ ان دونوں میں سے جس ایک کی چاہے قربانی کر دے اور فقیر پر لازم ہے کہ دونوں جانور کی قربانی کرے، درمختار میں ہے:

وضلت او سرقت فشری أخری فظهرت فعلی الغنی احداهما وعلی الفقیر کلاهما۔ (در مختار، ج:۹، ص:۴۷۱)

ہاں مالک نصاب نے اگر پہلے جانور کی قربانی کی تو اگرچہ اس کی قیمت دوسرے جانور سے کم ہو کچھ حرج نہیں اور اگر دوسرے جانور کی قربانی کی اور اس کی قیمت پہلے سے کم تھی تو جتنی کمی ہے اتنی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے اور اگر دونوں کی قربانی کر دی تو کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں۔ (بہارِ شریعت، ج:۳، ص:۳۴۲)

سوال: قربانی کا جانور مر گیا تو کیا دوسرے جانور کی قربانی کرنا ضروری ہے؟

جواب: مالدار (مالک نصاب) پر دوسرے جانور کی قربانی لازم ہے اور فقیر پر دوسرا جانور قربان کرنا کچھ ضروری نہیں۔ درمختار میں ہے: لو ماتت فعلی الغنی غیرها لا الفقیر۔

(در مختار، ج:۹، ص:۴۷۱)

سوال: جانور کے کون سے اجزاء کا کھانا منع ہے؟

جواب: جانور قربانی کا ہو یا غیر قربانی کا، ہر حلال مذبوحہ جانور کے سب اجزاء حلال ہیں مگر بعض یا تو حرام ہیں یا ممنوع یا مکروہ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی قوت استنباط سے ایسی ۲۲ چیزوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ جو یہ ہیں:

https:.//www.ashrafia.net

(۱)رگوں کا خون (۲)پتا

(۳)پھکنا (۴)علامات نر

(۵)علامات مادہ (۶)پٹھے

(۷)غدود (۸)حرام مغز

(۹)گردن کے دو پٹھے کہ شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں

(۱۰)جگر کا خون (۱۱)تلی کا خون

(۱۲)گوشت کا خون کہ بعد ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے

(۱۳)دل کا خون

(۱۴)پت یعنی وہ زرد پانی کہ پتے میں ہوتا ہے۔

(۱۵)ناک کی رطوبت کہ بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے۔

(۱۶)پاخانہ کا مقام (۱۷)اوجھڑی

(۱۸)آنتیں (۱۹)نطفہ

(۲۰)وہ نطفہ کہ خون ہو گیا

(۲۱)وہ کہ گوشت کا لوتھڑا ہو گیا۔

(۲۲)وہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مر گیا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۸، ص:۳۲۶)

قربانی کی کھالیں

درگاہ عالیہ اشرفیہ

میں دے کر قرآنی تعلیم کے فروغ میں حصہ لیجئے
اور غریب ونادار اور مستحق افراد کی امداد کیجئے

درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد،
فردوس کالونی، کراچی

کھالیں پہنچانے کے لیے اپنی قریبی علاقے کے نمائندے سے رابطہ کریں یا درگاہ شریف میں ثاقب اشرفی سے رابطہ کریں۔ 0305-2325225

اسمٰعیل اشرفی۔ نیو کراچی 0321-2701497
خالد اشرفی۔ گلبہار 0321-2530729
کاشف اشرفی۔ لیاقت آباد 0300-2298826
عمران آدمانی۔ ڈیفنس 0300-2242845
اشرف آدمانی۔ کلفٹن 0300-8264685
ربانی اشرفی۔ اورنگی 0321-2284683
فرحان اشرفی۔ کورنگی 0345-2502740
بلال اشرفی۔ کھارادر 0321-9258811
آصف اشرفی۔ موسیٰ لین 0300-9284791
کاشف اشرفی۔ گلشنِ معمار 0310-2905802
صدیق جمالی۔ پی۔ آئی۔ بی 0300-8976988
سلمان اشرفی۔ طارق روڈ 0336-3200793

https://www.ashrafia.net

طب و صحت

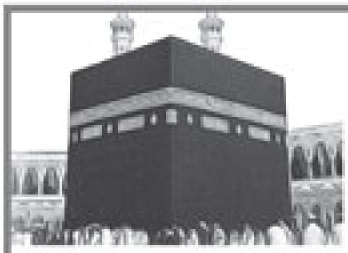

حج اور آپ کی صحت

اس مبارک فریضہ کو انجام دیتے ہوئے اپنی صحت کا خیال رکھیے

جناب حکیم عبدالحنان صاحب

حج جہاں بے حد مبارک اور عظیم فریضہ ہے وہیں بہت مشکل اور پُر مشقت عبادت بھی ہے اگر اسے مکمل فوجی مشق کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ محدود وقت کے اندر بہت سے مناسک کو پورے اہتمام سے ادا کرنے، کئی کلو میٹر پیدل چلنے، شدید گرمی اور دھوپ میں رہنے غرضیکہ مجاہدانہ انداز سے یہ وقت گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کی صحت اچھی ہو اور آپ تمام احتیاطی تدابیر اپناتے ہوئے اپنی صحت کا خیال بھی رکھیں۔ آیئے اس بات کا جائزہ لیں کہ دوران حج آپ اپنی صحت کا خیال کس طرح رکھ سکتے ہیں؟

زمانہ حج میں عام پر جو امراض شدت کے ساتھ پھیل سکتے ہیں ان میں ہیضہ، میعادی بخار، گردن توڑ بخار (سرسام کی ایک قسم)، انفلوئنزا نزلہ، کھانسی، گلے میں درد، بدہضمی و اسہال، موسمی بخار، لُو لگنا اور آشوب چشم شامل ہیں۔ اس کے علاوہ جوڑوں میں درد، نیز ضعیف مردوں میں پیشاب کی تکلیف بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ ہیضہ، گردن توڑ بخار اور میعادی بخار سے بچنے کے لیے ان امراض سے بچاؤ کے ٹیکے لازماً ہر فرد کو، حج کے لیے روانگی سے قبل لگوانے چاہئیں۔ یہ امراض بھیڑ بھاڑ والے مقامات پر جنگل کی آگ کی طرح پھیلتے ہیں۔ دوسری چیز جس کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے وہ کھانے پینے میں احتیاط اور صفائی کا اہتمام ہے۔ ہمیشہ زود ہضم اور تازہ غذائیں استعمال کیجئے اور آپ کا معدہ جن غذاؤں کا پہلے سے عادی ہے کوشش کیجئے کہ وہی غذائیں استعمال ہوں۔ حج کے موقع پر صفائی کا خصوصی انتظام کیا جاتا ہے لیکن منیٰ میں اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ وہاں صفائی کرنے والے ٹرک اندر نہیں آسکتے۔ سڑکوں پر کوڑے کے ڈھیر لگ جاتے ہیں اور کھانے پینے کی بچی کچی اشیاء اِدھر اُدھر ڈال دی جاتی ہیں۔ چنانچہ تعفن پیدا ہو کر وبائی امراض پھیلنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، اس لیے اپنی حد تک صفائی کا پورا اہتمام کیجئے۔

عرب کے گرم موسم میں لُو لگنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مناسک حج ادا کرنے کے دوران میں دھوپ میں آنا جانا پڑتا ہے، اس لیے لُو لگنے کا امکان اور شدید ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں چند احتیاطی تدابیر پر عمل بہت ضروری ہے۔ ہمیشہ مناسب لباس

https:.//www.ashrafia.net

زیب تن کیجئے۔ بہت باریک لباس پہن کر، ائیر کنڈیشنڈ کمرے سے یکا یک تیز دھوپ یا گرمی میں آجانا، جسم کے حرارتی نظام کو متاثر کردیتا ہے۔ایسی صورت حال میں موٹے اور ڈھیلے کپڑے باہر کی تیز اور گرم ہوا سے جسم کو بچاتے ہیں اور پسینہ اپنے اندر جذب کر کے ٹھنڈا ماحول پیدا کردیتے ہیں یہ کپڑے اگر سوتی ہوں تو اور زیادہ آرام دہ ہوجاتے ہیں۔سر پر کوئی تولیہ یا بڑا رومال اس طرح ڈالنا چاہیے کہ سر کے ساتھ ساتھ گدی اور گردن کا حصہ بھی اس سے ڈھکا رہے۔اس طرح آپ کا دماغ گرمی سے متاثر ہونے سے محفوظ رہے گا۔اگر درجہ حرارت بہت زیادہ ہو تو اس رومال یا تولیے کو ہلکا نم بھی کیا جاسکتا ہے اور چھتری بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ چھتری کا رنگ سفید یا سبز ہو۔

ایک بات کا خیال رکھیے لُو عموماً اس وقت لگتی ہے جب جسم میں پانی اور ضروری نمکیات کی کمی ہوجائے، اس لیے باہر نکلنے سے قبل اچھی طرح پانی پی لیجئے اور بوتل میں بھر کر ساتھ لے چلیں جب بھی بہت زیادہ گرمی ہو یا آپ کو اندازہ ہو کہ دور تک پیدل چلنا ہوگا تو پانی کی بوتل میں نمکول اور گلوکوز بھی شامل کر لیجئے تاکہ آپ کے جسم میں پانی کے ساتھ ساتھ نمکیات بھی موجود رہیں اور شدید موسم کی وجہ سے خرچ ہونے والی قوت بھی بحال رہے، جن دنوں لُو چل رہی ہو، غذا میں ترش چیزوں کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے۔ مثلاً املی، آلو بخارا، آمچور، سرکہ اور پیاز وغیرہ۔ اگر لُو کا اثر ہوجائے تب بھی املی، آلو بخارا یا آمچور میں سے جو بھی چیز میسر ہوا سے ۱۰ ارگرام مقدار میں ایک پیالی پانی میں کچھ دیر بھگونے کے بعد مسل کر چھان لیا جائے اور صبح وشام پی لیا جائے۔

گزشتہ برس زمانہ حج میں سب سے زیادہ جن امراض کی شکایت سننے میں آئی وہ تھے نزلہ، کھانسی اور گلے کا درد، ساتھ ہی بعض مریضوں نے بخار کی شکایت بھی کی۔اس کی کئی وجوہ ہیں۔سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ خصوصاً رمی کے دوران گرد وغبار حلق میں چلا جاتا ہے۔اس کے فوراً بعد بالکل یخ پانی پی لیا جاتا ہے۔حرم شریف میں ٹھنڈے پانی کا انتظام ہے، سیکڑوں کولر رکھے ہوتے ہیں، جن میں برف سے ٹھنڈا کیا ہوا پانی ڈالا جاتا ہے۔زمزم شریف بھی پانی ٹھنڈا کرنے والی مشینوں سے گزار کر نلوں میں بھیجا جاتا ہے۔نلوں سے ملنے والا پانی نسبتاً کم سرد ہوتا ہے، دوسرے چونکہ اسے برف کی آمیزش سے ٹھنڈا نہیں کیا جاتا، اس لیے اس کا استعمال بہتر ہے۔ مناسب صورت تو یہ ہے کہ اپنی پانی کی بوتل میں اس حد تک ٹھنڈا پانی رکھ لیا جائے جس قدر سرد پانی پینے کے آپ عادی ہوں اور وہی پانی استعمال کیجئے۔ نیز جب تک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رہیں، کوشش یہی کیجئے کہ زمزم شریف ہی استعمال ہو۔ اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ پانی کے کولرز میں صرف ایک بار استعمال کر کے پھینک دینے والے گلاس رکھے ہوتے ہیں دائیں ہاتھ کے خانے میں صاف گلاس رکھے ہوتے ہیں اور بائیں ہاتھ کے خانے میں استعمال شدہ گلاس ڈال دیئے

https:.//www.ashrafia.net

جاتے ہیں۔لیکن لوگ ناواقفیت کی بناء پر کرتے یہ ہیں کہ پانی پینے کے بعد استعمال شدہ گلاس، صاف گلاسوں میں رکھ دیتے ہیں۔اس طرح مختلف امراض ایک دوسرے کو منتقل ہوتے چلے جاتے ہیں۔

حلق اور سینے کے امراض عام ہوں تو گرم پانی میں نمک ملا کر سونے سے پہلے، اس پانی کے غرارے کرنے چاہئیں۔اگر پانی گرم میسر نہ ہو سکے تو نل کے پانی ہی میں نمک ملا کر استعمال کر لیں۔حلق کے امراض، نزلہ، بخار، سر درد، بدہضمی، پیٹ کا درد اور حتی کہ ہیضہ تک میں ایک دوا بہت مفید ثابت ہوئی ہے یہ دوا کھانے اور بیرونی طور پر لگانے، دونوں صورتوں میں کام آتی ہے۔اس دوا کے صرف چار پانچ قطرے ایک بار کے لیے کافی ہوتے ہیں۔اس لیے اس کی چھوٹی سی شیشی، سامان میں بڑی آسانی سے رکھی جا سکتی ہے۔حج پر جانے والے تمام افراد کو یہ دوا اپنے ساتھ ضرور رکھنی چاہیے، اس کا نام "روغن حیات" ہے۔آپ اس دوا کو خود بھی تیار کر سکتے ہیں اور دواخانے اسے تیار حالت میں بھی فراہم کرتے ہیں۔اگر آپ یہ دوا خود تیار کرنا چاہیں تو کافور، ست پودینہ اور ست اجوائن برابر برابر مقدار میں لے کر کسی کانچ کی شیشی میں ڈال دیں اور شیشی پر اچھی طرح کارک لگا کر تھوڑی دیر کے لیے دھوپ میں رکھ دیں۔جب شیشی کے اندر اشیاء سیال شکل میں آجائیں تو اٹھا کر رکھ لیں۔اس دوا کے پانچ سے دس قطرے ایک چمچی شکر میں ملا کر دن میں دو بار دیئے جا سکتے ہیں۔اسے پانی میں ملا کر بھی پیا جا سکتا ہے۔بعض حکماء پانی میں یا شہد میں چند قطرے ملا کر کھلاتے ہیں۔

اگر سر میں درد ہو تو روئی کی پھریری سے پیشانی اور کنپٹی پر لگا دیں اور اگر دانت میں درد ہو تو، مسوڑھوں اور دانت پر لگا دیں، جوڑوں میں درد کی شکایت ہو تو دوا کے چند قطرے تھوڑے سے روغن میں ملا کر مالش کیجئے۔کان کے درد کی صورت میں ایک چمچی روغن زیتون یا روغن بادام کو ہلکا سا گرم کیجئے اور اس میں اس دوا کے دو قطرے شامل کرنے کے بعد روغن کے پانچ چھ قطرے کان میں ڈال دیجئے۔مختلف دواخانے اس دوا کو تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ بناتے ہیں اور یہ قلزم، قطور حیات امرت دھارا، زندہ طلسمات کے ناموں سے دستیاب ہے۔

میں عازمین حج کے لیے خاص طور پر اس دوا کی سفارش اس لیے کر رہا ہوں کہ گزشتہ طبی مشن میں مجھے اس دوا کے حیرت انگیز نتائج دیکھنے کا اتفاق ہوا۔اس دوا کی افادیت سے پہلے واقفیت تو تھی لیکن میں نے اسے گھریلو علاج والی دوا سمجھ کر بہت زیادہ اہمیت کبھی نہیں دی لیکن گزشتہ طبی مشن میں ہم پہلے پہنچ گئے اور ہم نے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں جا کر اپنے شفا خانے (ڈسپنسریاں) سنبھال لیے۔مگر کسٹم کی بندشوں کی وجہ سے دوائیں ہمیں دو ہفتے تک نہ مل سکیں، نتیجہ یہ نکلا کہ روزانہ سیکڑوں مریض آتے اور دوائیں نہ ملنے کی وجہ سے مایوس لوٹ جاتے اچانک خیال آیا ممکن ہے گزشتہ برس کی کچھ دوائیں بچی ہوئی

https://www.ashrafia.net

ہوں۔ تلاش کرنے پر قلزم کے چند ڈبے اور ہاضمے کی گولیاں مل گئیں۔ زیادہ تر مریض نزلہ، زکام، گلے میں درد اور بخار کے تھے، بس پھر کیا تھا، زمزم شریف پاس رکھ لیا اور ہر ایسے مریض کو تھوڑے سے آب زمزم میں قلزم کے چند قطرے ڈال کر پلا دیتے یا ہاضمے کی گولیوں پر قلزم کے دو قطرے ڈال کر ساتھ کر دیتے تھے۔ ہمیں یہ اطمینان تھا کہ اس دوا سے فائدہ تو ہو سکتا ہے۔ نقصان کوئی نہیں لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ مریضوں کو غیر معمولی فائدہ پہنچا اور نئے مریضوں کی تعداد روز بروز بڑھنے لگی حتیٰ کہ جب ہمیں دیگر دوائیں مل گئیں اور ہم نے مریضوں کو وہ دوائیں دینا شروع کیں تو تب بھی مریض باقاعدہ فرمائش کرتے تھے کہ **"قطروں والی دوا ضرور دیجئے گا"**

دورانِ حج، عازمین کو ہاضمہ سے متعلق شکایات بھی ہو جاتی ہیں۔ ہوٹلوں کے کھانے اور وہاں کے مخصوص میدے کی روٹیاں باہر سے آنے والے عازمین حج کو راس نہیں آتیں۔ شدید گرمی سے بھی ان کا نظام ہاضمہ متاثر ہوتا ہے۔ اس کے لیے بہتر ہوگا کہ زیرہ اور سونف ایک ایک چمچ، پودینہ خشک ہو تو ایک چمچ اور سبز ہو تو 35 پتے، چار پانچ چھوٹی الائچی یا دو عدد بڑی الائچی لے کر ان تمام اشیاء کو پانی میں جوش دے لیجئے اور صبح اور شام نوش کیجئے۔ یہ نسخہ پیٹ کے درد، ریاحی تکلیف، متلی، قے، اور بدہضمی کی وجہ سے استعمال میں مفید ہو گا۔ اسے مزید پر اثر بنانے کے لیے اس میں تین قطرے روغن حیات (قلزم) بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

مدینہ منورہ کا پودینہ تو اپنی خوشبو کے لیے دور دور تک مشہور ہے اگر صرف پودینے کی چائے بنا کر پی لی جائے۔ تو وہ بھی ہاضم ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی فرحت بخش بھی ہوتی ہے۔ پچاس یا پچپن سال کی عمر کے بعد اکثر مردوں کو غدہ ندی (پراسٹیٹ گلینڈ) بڑھ جانے کی شکایت ہو جاتی ہے، اس کی وجہ سے انہیں پیشاب بے وقت آتا ہے۔ وہ پیشاب دیر تک روک نہیں سکتے اور رفع حاجت کے لیے بار بار جانا پڑتا ہے۔ اس غرض سے حرم شریف میں بار بار اٹھ کر باہر جانا بڑا دشوار اور تھکا دینے والا کام ہے، اس لیے ضعیف حضرات پیشاب روکنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے تکلیف بڑھ جاتی ہے اور بعض اوقات پیشاب بالکل بند ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں انہیں ڈسپنسری لے جایا جاتا ہے جہاں ڈاکٹر حضرات قاساطیر (سلائی) داخل کر کے دوبارہ پیشاب جاری کروا دیتے ہیں لیکن جلد ہی یہ شکایت پھر ہو جاتی ہے۔ اس قدر بھیڑ بھاڑ میں بار بار قاساطیر سے پیشاب جاری کروانا معالج کے لیے بڑا دشوار ہوتا ہے۔ اس قسم کے مریضوں کے لیے ہم نے اپنے ساتھی ڈاکٹروں کو مشورہ دیا کہ وہ مریض جنہیں پیشاب بند ہونے کی تکلیف فی الحال نہیں ہے لیکن اس کا امکان ہے، انہیں فوری طور پر حکماء کے پاس بھیج دیجئے اور جن لوگوں کا پیشاب بالکل بند ہو گیا ہے، ان کا پیشاب جاری کروا کے انہیں بھی حکماء کے پاس بھیج دیجئے۔ طب میں ایسی دوائیں موجود ہیں جن کے استعمال سے بیشتر مریضوں کو پیشاب بند ہونے کی شکایت ان شاء اللہ پھر

https:.//www.ashrafia.net

کبھی نہیں ہوگی۔

ہمارے اس مشورے پر ڈاکٹر مراد شاہ، ڈاکٹر عبدالستار میمن اور ڈاکٹر میجر نیاز وغیرہ نے چند مریض تجرباتی طور پر ہم اطباء کے پاس بھیجے اور جب نتائج حوصلہ افزاء نکلے تو ایسے تمام مریض اطباء کے پاس بھیجے جانے لگے۔ مکہ مکرمہ میں پاکستان ہاؤس کے علاوہ مزید چار شفاخانے ہیں اور مدینہ منورہ میں دو شفا خانے ہیں، جہاں اطباء مشورے دیتے ہیں گزشتہ برسوں میں دوران حج یونانی طریقہ علاج حکومت پاکستان نے چھ طبیبوں اور دس نائب طبیبوں پر مشتمل طبی بہت مقبول رہا ہے۔ وفد سعودی عرب بھیجا تھا ان تمام اطباء نے دوران حج تقریباً ۳۹ ہزار مریضوں کا علاج کیا۔ ادویہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے مزید مریضوں کا علاج نہ کیا جاسکا۔ دوران حج اپنی خوراک پر بھی توجہ دیجئے۔ اس موقع پر عموماً مرغی، انڈے اور گوشت کا استعمال کیا جاتا ہے۔ غذائیں ایسی استعمال کیجئے جو آپ کی کھوئی ہوئی قوت اور حرارت کو بحال کریں اور آپ کی جسم میں رطوبتوں کی کمی کو پورا کریں۔ اس لیے کھانے میں تازہ سلاد کھیرے اور ککڑی، لسی اور ہر طرح کے پھلوں کے رس ڈبوں میں بند ملتے ہیں ان کے استعمال میں اضافہ کر لیجئے۔ دہی دودھ پیتے رہیے، تربوز کثرت سے ملتا ہے، جسم کی رطوبت اور نمکیات کو بحال کرنے کے لیے تربوز نہایت مفید ہے، کھجور کی سیکڑوں اقسام میسر ہیں۔ خرچ ہوجانے والی جسمانی قوت اور حرارت کی بحالی کے لیے بہترین غذا ہے کھجور اور آب زمزم شریف تو غذا کا لازمی جزو ہونا چاہیے۔ ایک اور تکلیف دوران حج دیکھنے میں آتی ہے اور وہ ہے ایڑیوں کا پھٹنا۔ خصوصاً مدینہ کا موسم اور کچھ چپلوں کے استعمال سے ایڑیاں پھٹ جاتی ہیں اور کبھی کبھی ان میں تکلیف ہوجاتی ہے کہ چلنا پھرنا دوبھر ہوجاتا ہے۔ بہتر ہوگا کہ ہوائی چپلوں کے ساتھ ساتھ کپڑے کا نرم جوتا بھی ساتھ لیجئے۔ حالت احرام میں تو چپلیں پہنا لازمی ہے۔ جب حالت احرام میں نہ ہوں تو جوتا استعمال کیجئے اس طرح آپ کی ایڑیاں محفوظ رہیں گی رات کو سوتے وقت پیروں پر کولڈ کریم یا پٹرولیم جیلی لگالی جائے۔ حج ایک مبارک اور اہم فریضہ ہے جس کا ایک ایک لمحہ قیمتی اور جس کے تمام مناسک کو ان کے مقررہ وقت پر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر دوران حج کوئی چھوٹی سی بھی تکلیف ہوجائے تو اندیشہ ہے کہ آپ مناسک حج پوری توجہ، یکسوئی اور دلجمعی سے ادا نہ کر پائیں گے اس لیے حج کے دوران میں، اپنی صحت کا خیال رکھئے احتیاطی تدابیر پر عمل کر کے آپ ہر تکلیف اور مرض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے حج، عمرہ اور دیگر عبادات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اسے آپ کے لیے آسان بنادے، آمین

عید مبارک

https:.//www.ashrafia.net

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

حاضریٔ حرمین اور نکاحِ مسنونہ کی مبارک باد:

۱۵؍اپریل بروز پیر حضور فخرِ المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی اپنے اہل خانہ کے ہمراہ حرمین طیبین کی حاضری کے لیے روانہ ہوئے۔ ۴ دن مکہ مکرمہ میں گزارے، عمرے شریف کی ادائیگی۔

۱۹؍اپریل بروز جمعہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے۔ ساڑھے چار گھنٹے کا سفر طے کرکے مدینۃ الرسول پہنچے جہاں پر آپ نے تقریباً ۶ دن قیام فرمایا۔

قیامِ مدینہ کے دوران ۲۲؍اپریل بروز پیر بعد نمازِ عشاء شہزادۂ فخر المشائخ صاحبزادہ حافظ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی مدظلہ العالی کے نکاح کی تقریب منعقد ہوئی۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی مسجدِ نبوی کے چھتریوں والے دالان گنبدِ خضریٰ کے دائیں جانب بیٹھ کر نکاح پڑھایا۔ اس موقع پر مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی، جناب سید فیضان اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی، جناب محمود الحسن اشرفی، جناب محمد خلیل اشرفی، جناب سید طاہر علی اشرفی، جناب محمد ضمیر اشرفی، محمد اکرم اشرفی و دیگر شامل ہوئے۔ مسجد میں تقریب کے بعد ہوٹل میں مختصر محفلِ نعت و بیان کا اہتمام ہوا مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے تلاوتِ کلامِ مجید سے محفل کا آغاز کیا۔ جناب محمود الحسن اشرفی اور صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی نے نعتِ رسول مقبول ﷺ کا نذرانہ پیش کیا۔ محترم جناب علامہ مفتی آصف عبداللہ قادری دامت برکاتہم العالیہ نے بھی محفل میں شرکت کی اور صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔ محفل کے اختتام پر صلوٰۃ وسلام پیش کیا گیا اور حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

۲۵؍اپریل بروز جمعرات صبح ۶ بجے کی فلائٹ سے مدینے طیبہ سے واپس کراچی پہنچے۔

ہم ادارہ الاشرف کی جانب سے حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی اور صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ! ہم سب کو بھی بار بار حرمین شریفین کی با ادب حاضری نصیب فرمائے۔ آمین

https://www.ashrafia.net

عرس سید الشہداء رضی اللہ عنہ:

۲۷/اپریل بروز ہفتہ بعد از نمازِ عشاء جامع مسجد امیر حمزہ، ناظم آباد میں بزمِ سید الشہداء کی جانب سے عرس سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ منعقد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت سید امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے والہانہ محبت وعقیدت کو بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''سید الشہداء کی بارگاہ وہ بارگاہ ہے اگر کسی کو بار بار حرمین شریفین کی حاضری دینی ہو تو وہ ان سے عرض کرے تو یقیناً بار بار حاضری کا شرف عطا ہوتا ہے''۔ جناب محمود الحسن اشرفی اور صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے ہدیۂ نعت ومنقبت پیش کیا۔ مخدوم زادہ سید محبوب اشرف جیلانی نے بھی اس محفل مبارکہ میں شرکت فرمائی محفل کے اختتام پر لنگر کا اہتمام ہوا۔

عرس قائدِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ:

۳۰/اپریل بروز منگل بعد نمازِ عشاء کوثر مسجد موسیٰ لین میں قائدِ اہلسنت، محافظِ ختمِ نبوت حافظ وقاری علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کا عرس مبارک کی محفل منعقد کی گئی۔ جس سے ملک کے مشہور ومعروف ثناء خواں نے ہدیۂ نعت ومنقبت پیش کی۔ خصوصی خطاب حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں قائدِ اہلسنت کی خدماتِ دینیہ اور سیاسی زندگی پر گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا: ''وہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے کہ جن کا چہرہ بھی نورانی تھا، جن کی باتیں بھی نورانی تھیں، جن کا کردار بھی نورانی تھا اور جب وہ بہترین لحن کے ساتھ قرآنِ مجید کی تلاوت فرماتے تو محفل پر بھی نورانی کیفیات طاری ہو جایا کرتیں تھیں، آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان کی زندگی کے سنہری اصولوں کو اپنائیں اور اپنی زندگی کو کامیاب بنائیں''۔ محفل کے اختتام پر صلوٰۃ وسلام اور خصوصی دعا ہوئی۔

محفل چہلم وجلسہ دستارِ فضیلت:

۵/مئی بروز اتوار صبح ۱۰ بجے تا نماز ظہر مفتیٔ اعظم سندھ وبلوچستان حضرت علامہ مفتی احمد میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کا چہلم اور دار العلوم احسن البرکات کا سالانہ جلسہ دستارِ فضیلت منعقد کیا گیا کثیر تعداد میں علماء ومشائخ اہلسنت نے شرکت کی۔ تقریباً ایک بجے حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی جلسے میں پہنچے، صاحبزادہ جواد رضا اشرفی برکاتی مدظلہ العالی نے آپ کا استقبال کیا اس موقع پر خطیبِ اہلسنت حضرت علامہ عارف سعیدی، پیر طریقت حضرت علامہ غلام رضوانی جیلانی (ٹھٹھہ)، پیر طریقت حاجی محمد گلشن الٰہی، جناب مفتی محمد میاں نوری برکاتی، ڈاکٹر علامہ عبدالوہاب اکرم قادری، محمد عارف برکاتی و دیگر نے حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی سے ملاقات کی۔ محفل کے اختتام پر حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور مفتیٔ اعظم سندھ اور بلوچستان مفتی احمد میاں برکاتی علیہ الرحمہ کی خانوادۂ اشرفیہ سے محبت کو بیان کیا۔ آپ نے ان کے جانشین صاحبزادہ حافظ علامہ محمد جواد رضا برکاتی اشرفی الشامی کے لیے بھی خصوصی دعا

https:.//www.ashrafia.net

فرمائی۔ محفل کے بعد حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے بارگاہِ شہنشاہِ حیدر آباد حضرت سید نا شیخ عبد الوہاب شاہ جیلانی علیہ الرحمہ کے مزار مبارک پر حاضری دی اور تمام زائرین کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

وفیات:

استاد العلماء حضرت علامہ قاری عبد القیوم محمود نقشبندی مدظلہ العالی کی صاحبزادی گزشتہ روز کراچی میں انتقال فرما گئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ کے مرید محترم جناب محمد احمد اشرفی (پی۔ آئی۔ بی) اور حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کے مرید محترم جناب سید احمد اشرفی گزشتہ دنوں کراچی میں انتقال فرما گئے۔

ہم ادارہ الاشرف کی جانب سے مرحومین سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

ماہانہ درسِ قرآن:

۱۰ر مئی بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء حلقۂ اشرفیہ نیو کراچی کی جانب سے جامع مسجد نورانی G-11 نیو کراچی میں ماہانہ درسِ قرآن کا اہتمام ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ کے خطاب سے قبل صاحبزادہ سید حسین اشرف جیلانی نے بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ نعت پیش کی۔ محفل کے اختتام پر لنگرِ اشرفیہ کا اہتمام ہوا۔

تربیتِ اولاد سیمینار:

۱۲ر مئی بروز اتوار جامعہ طاہر اشرف میں تربیتِ اولاد سیمینار کا اہتمام ہوا۔ جس میں مہتمم جامعہ طاہر اشرف مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی اور جامعہ کے ناظمِ اعلیٰ صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے شرکائے سیمینار سے خطاب فرمایا اس موقع پر کثیر تعداد میں والدین نے شرکت کی اور جامعہ طاہر اشرف کے پیج کی لائیو اسٹریمنگ کے ذریعے بھی کثیر تعداد میں لوگوں نے استفادہ کیا۔

محفل نعت و بیان:

۱۲ر مئی بروز اتوار بعد نمازِ عشاء جناب محمد جنید قادری و اہلِ خانہ کی جانب سے جمشید روڈ پر عرس سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی مناسبت سے محفل نعت و بیان کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں شہرِ کراچی کے مشہور و معروف ثناء خواں نے شرکت فرمائی۔ اس موقع پر دو خطابات ہوئے۔ پہلا خطاب مفتیٔ اہلسنت حضرت علامہ مفتی آصف عبد اللہ قادری اور دوسرا خطاب حضور فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ اس محفل مبارکہ میں مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی، حضرت علامہ محمد اشفاق اشرفی، حضرت علامہ طالب قادری نے خصوصی شرکت فرمائی۔

ماہانہ گیارہویں شریف:

۱۹ر مئی بروز اتوار بعد نمازِ عشاء جامع مسجد محمدی، لیاقت آباد

https://www.ashrafia.net

میں ماہانہ محفل گیارہویں شریف کا اہتمام ہوا۔جس سے خصوصی خطاب شہزادۂ فخر المشائخ مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے فرمایا۔آپ نے اپنے خطاب میں سورۃ التحریم کی آیت نمبر ۶ کی تفسیر وتشریح فرمائی اور پیغامِ قرآن کولوگوں تک پہنچایا۔محفل کے اختتام پر آپ نے صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور خصوصی دعا فرمائی۔

سالانہ فاتحہ:

۲۲ رمئی بروز بدھ بعد نمازِ عشاء شہزادۂ غوث جیلانی،اولادِ غوثِ سمنانی، جانشینِ قطبِ ربانی اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی نوراللہ مرقدہٗ کی سالانہ فاتحہ کے سلسلے میں محفل نعت کا اہتمام ہوا۔جس کی صدارت جانشینِ اشرف المشائخ حضور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمائی۔بعد نمازِ عشاء ۱۰ بجے چادر پوشی کا اہتمام ہوا۔مزار شریف کے پاس شجرۂ عالیہ پڑھا گیا اور حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے تمام زائرین کے لیے دعا فرمائی۔بعد ازاں محفل کا باقاعدہ آغاز ہوا۔مولانا مفتی محمد ابراہیم اشرفی نے تلاوتِ کلامِ مجید فرمائی۔نظامت کے فرائض زینت المشائخ ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمائی۔ملک پاکستان کے مشہور و معروف ثناءخواں نے محفلِ مبارکہ میں شرکت کی اور ہدیہ نعت ومنقبت پیش کی۔جن میں جناب محمود الحسن اشرفی، صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی، سید جہانگیر اشرف جیلانی، سید شایان اشرف جیلانی، جناب محمد عرفان غازیانی شامل ہیں۔عرس مبارک کے اس موقع پر حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کی جانب سے مہمان ثناء خواں محمد عرفان غازیانی اور جناب محمد ظفر حسین اشرفی، جناب طاہر حسین اشرفی کو **"نشانِ اشرف"** دیا گیا۔محفل کے اختتام پر حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے صدارتی خطاب فرمایا۔آپ نے اپنے خطاب میں حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کی زندگی کے چند اہم گوشوں پر گفتگو فرمائی۔آپ نے فرمایا:"آپ نے ساری زندگی دین کی تبلیغ واشاعت میں گزاری اور تبلیغ کا کام اپنے گھر سے شروع کیا،اپنی اولاد کی تربیت فرمائی،اپنے مریدین کی تربیت فرمائی اور درگاہ شریف میں آنے والے ہر فرد کی ایسی تربیت فرمائی کہ اگر وہ بے نمازی تھا تو نماز پڑھنے والا بن گیا اگر کوئی داڑھی کاٹنے والا تھا تو باشرع بن گیا،اگر کوئی بے حجاب پھرنے والی خاتون تھی تو حضرت کی تربیت سے وہ حجاب پہننے والی باحیاء خاتون بن گئی۔غرضیکہ انہوں نے تربیت اس احسن طریقے سے فرمائی کہ ہر کوئی اس پر عمل کرنے والا بن گیا"۔عرس مبارک کے اس موقع پر **"راحۃ السالکین"** نام سے ایک کتاب کا بھی اجراء کیا گیا۔جس میں حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی نوراللہ مرقدہٗ کے ملفوظات شامل ہیں۔جو یقیناً مریدین ومعتقدین اور راہِ سلوک طے کرنے والوں کے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں۔محفل کے اختتام پر تمام زائرین وزائرات کے لیے لنگرِ اشرفیہ کا اہتمام ہوا۔